سلسلہ
اصلاحی خطباتِ جمعہ
و دروس نمبر: 17

دنیا سے بے رغبتی

اور اسلافِ امت کے پر تاثیر واقعات



مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

فہرست

حضراتِ صحابہ کرام کی دنیا سے بے رغبتی

دنیا سے بے رغبتی اور اسلاف امت کے پر تاثیر واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾(الأنعام:۳۲)

وَفِي مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿اِعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾(الحديد:۲۰)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا،قَالَ:أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي،فَقَالَ: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ،يَقُولُ:إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ،وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا

تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِکَ لِمَرَضِکَ، وَمِنْ حَیَاتِکَ لِمَوْتِکَ. ❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابلِ صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں! میں نے جن آیات اور احادیث کا ذکر کیا ان میں دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، دنیا اور متاعِ دنیا آج ہر انسان کی زندگی کا محور ہے۔ اسی کے حصول میں وہ ہمہ وقت سرگرم عمل ہے اور یہی اسکی تمناؤں کا مرکز، اسکی تگ و دو کا حاصل اور اسکی جدوجہد کا محور ہے۔ بیشتر افراد کی قوت و صلاحیت اور اوقات کا استعمال صرف اور صرف دنیا بنانے کیلئے ہے، اس لیے کہ یہ دنیا اپنے دامن میں بے پناہ عیش وعشرت اور لطف ولذت کا سامان سمیٹے ہوئی ہے اور اپنی رنگینیوں اور دل فریبیوں سے انسان کو اسی طرف مائل کر رہی ہے۔ اس کے مقابلے میں آخرت اور اسکی جزا وسزا پردے میں ہے، جسکی حقیقت بعد موت ہی ظاہر ہونے والی ہے۔ لہذا انسان کی نگاہ کوتاہ صرف اپنے سامنے کی متاع حقیر پر نظر رکھ کر پردہ غیب کی متاع کثیر سے غافل ہو جاتی ہے، مال ودولت اور جاہ ومنصب کے حصول کی دوڑ بھاگ اسے اسکے مقصد حیات اور زندگی بعد موت کے تعلق سے کچھ سوچنے کا موقع نہیں دیتی، جبکہ اگر قرآن وحدیث کی روشنی میں دنیا کی حیثیت کا جائزہ لیا جائے تو یہ محض دھوکے کا سامان ہے۔

دنیا سے بے رغبتی قرآنِ کریم کی روشنی میں

لوگوں کے لئے دنیاوی چیزوں کی محبت خوشنما بنادی گئی ہے

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِینَ وَالْقَنَاطِیرِ الْمُقَنْطَرَةِ

❶ صحیح البخاری: کتاب الرقاق: باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کن فی الدنیا کانک غریب أو عابر سبیل، رقم الحدیث: ٦٤١٦

مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ﴾(آل عمران: ۱۴)

ترجمہ: لوگوں کے لیے ان چیزوں کی محبت خوشنما بنادی گئی ہے جو ان کی نفسانی خواہش کے مطابق ہوتی ہے، یعنی عورتیں، بچے، سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیر، نشان لگائے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیتیاں، یہ سب دنیوی زندگی کا سامان ہے، (لیکن) ابدی انجام کا حسن تو صرف اللہ کے پاس ہے۔

دنیاوی زندگی کھیل تماشہ ہے

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾(الأنعام: ۳۲)

ترجمہ: اور دنیوی زندگی تو ایک کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں اور یقین جانو کہ جو لوگ تقوی اختیار کرتے ہیں، ان کے لیے آخرت والا گھر کہیں زیادہ بہتر ہے، تو کیا اتنی سی بات تمہاری عقل میں نہیں آتی؟

غریب لوگوں کو اپنی مجلس سے مت ہٹائیے

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾(الانعام: ۵۲)

ترجمہ: اور ان لوگوں کو اپنی مجلس سے نہ نکالنا جو صبح و شام اپنے پروردگار کو اس کی

خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پکارتے رہتے ہیں۔ ان کے حساب میں جو اعمال ہیں ان میں سے کسی کی ذمہ داری تم پر نہیں ہے، اور تمہارے حساب میں جو اعمال ہیں ان میں سے کسی کی ذمہ داری ان پر نہیں ہے جس کی وجہ سے تم انہیں نکال باہر کرو، اور ظالموں میں شامل ہو جاؤ۔

قریش مکہ کے کچھ سرداروں نے یہ کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد غریب اور کم حیثیت قسم کے لوگ بکثرت رہتے ہیں، ان کے ساتھ آپ کی مجلس میں بیٹھنا ہماری توہین ہے، اگر آپ ان لوگوں کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں تو ہم آپ کی بات سننے کے لئے آ سکتے ہیں، اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ❶

دنیاوی زندگی کی مثال

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا﴾ (الکهف: ۴۵، ۴۶)

ترجمہ: اور ان لوگوں سے دنیوی زندگی کی یہ مثال بھی بیان کر دو کہ وہ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا، تو اس سے زمین کا سبزہ خوب گھنا ہو گیا، پھر وہ ایسا ریزہ ریزہ ہوا کہ اسے ہوائیں اڑا لے جاتی ہیں، اور اللہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔

مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں، اور جو نیکیاں پائیدار رہنے والی ہیں، وہ تمہارے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں، اور امید وابستہ کرنے کے لیے بھی بہتر۔

---

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۲۸۹

دنیاوی مال ومتاع ایک دھوکہ ہے

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿اِعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ (الحديد: ۲۰)

ترجمہ: خوب سمجھ لو کہ اس دنیا والی زندگی کی حقیقت بس یہ ہے کہ وہ نام ہے کھیل کود کا، ظاہری سجاوٹ کا، تمہارے ایک دوسرے پر فخر جتانے کا، اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنے کا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش جس سے اگنے والی چیزیں کسانوں کو بہت اچھی لگتی ہیں، پھر وہ اپنا زور دکھاتی ہیں، پھر تم اس کو دیکھتے ہو کہ زرد پڑ گئی ہے، پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے، اور آخرت میں (ایک تو) سخت عذاب ہے، اور (دوسرے) اللہ کی طرف سے بخشش ہے، اور خوشنودی، اور دنیا والی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

اسطرح بہت سی آیات میں مختلف پیراؤں میں دنیا کی حقیقت بیان کرکے اس سے بے رغبتی کی ترغیب دی گئی ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی حقیقت کو مختلف پیراؤں میں بیان کرکے اس سے زہد واستغناء کی ترغیب دی ہے۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں دنیا سے بے رغبتی

دنیا میں مسافر کی طرح رہو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑا، پھر فرمایا:

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ. ❶

ترجمہ: دنیا میں تم ایسے رہو جیسے ایک اجنبی آدمی یا مسافر رہتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے کہ جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کیا کرو اور جب صبح ہو جائے تو شام کے منتظر نہ رہو، نیز تندرستی میں بیماری کے لیے اور زندگی میں موت کے لیے تیاری کرلو۔

دنیا اور آخرت کی فکر میں مبتلا شخص کی حالت وکیفیت

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ، فَرَّقَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ، وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ، جَمَعَ اللَّهُ لَهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ. ❷

ترجمہ: جو شخص ہمیشہ دنیا کی فکر میں مبتلا رہے گا اور دین کی پرواہ نہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے تمام کام پریشان کر دے گا اور اس کی مفلسی ہمیشہ اس کے سامنے رہے گی اور دنیا اتنی ہی ملے گی جتنی اس کی تقدیر میں لکھی ہے اور جس کی نیت آخرت کی جانب ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس کی دلجمعی کے لیے اُس کے تمام کام درست فرما دے گا اور اس کے دل میں دنیا سے استغناء ڈال دے گا اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔

اللہ اور بندوں میں محبوب بننے کا راز

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ

❶ صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم كن في الدنيا كانك غريب أو عابر سبيل، رقم الحديث: ٦٤١٦

❷ سنن ابن ماجة: كتاب الزهد، باب الهم بالدنيا، رقم الحديث: ٤١٠٥

وسلم کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ!

دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللَّهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ؟

ترجمہ: مجھے ایسا عمل بتاؤ جب میں وہ عمل کروں تو اللہ بھی مجھے محبوب بنائے اور لوگ بھی مجھے محبوب بنائیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللَّهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ. ❶

ترجمہ: دنیا سے بے رغبتی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور لوگوں کے ہاتھ میں جو ہے اس سے بے رغبتی کرو تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔

آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حیثیت

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاللَّهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ؟❷

ترجمہ: اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے کہ جس طرح تم میں سے کوئی آدمی اپنی انگلی دریا میں ڈال دے اور پھر اس انگلی کو نکال کر دیکھے کہ اس میں کیا لگتا ہے؟

اللہ رب العزت کے ہاں دنیا مردار سے زیادہ بے حیثیت ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک

❶سنن ابن ماجة: کتاب الزهد، باب الزهد فی الدنیا، رقم الحدیث: ۴۱۰۲

❷صحیح مسلم: کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیمة، رقم الحدیث: ۲۸۵۸

مرتبہ بازار سے گزرتے ہوئے کسی بلندی سے مدینہ منورہ میں داخل ہو رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے دونوں طرف تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑ کا ایک بچہ جو چھوٹے کانوں والا تھا، اسے مرا ہوا دیکھا، آپ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: ”أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هَذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟ تم میں سے کون اسے ایک درہم میں لینا پسند کرے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: ہم میں سے کوئی بھی اسے کسی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کرتا اور ہم اسے لے کر کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تمہیں مل جائے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: اللہ کی قسم اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو پھر بھی اس میں عیب تھا کہ اس کے کان چھوٹے ہیں، اور اب تو حالت یہ ہے کہ یہ مردار بھی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَوَاللَّهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ، مِنْ هَذَا عَلَيْكُمْ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! اللہ کے ہاں یہ دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس طرح تمہارے نزدیک یہ مردار ذلیل ہے۔

اس امت کی اوسط عمریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَتَتْ عَلَيْهِ سِتُّونَ سَنَةً، فَقَدْ أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ. ❷

ترجمہ: جس شخص کی عمر کے ساٹھ سال پورے ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسکو کمزوری دے کر موت کے قریب کر دیتا ہے۔

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الزهد والرقاق، رقم الحديث: ۲۹۵۷

❷ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ج ۱۴ ص ۱۴، رقم الحديث: ۸۲۶۲

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُمُرُ أُمَّتِي مِنْ سِتِّينَ سَنَةً إِلَى سَبْعِينَ سَنَةً. ❶

ترجمہ: میری امت کی عمریں ساٹھ سال سے ستر سال تک ہوتی ہے۔

دو چیزیں انسان میں ہمیشہ جوان رہتی ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ: الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ، وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ. ❷

ترجمہ: ابن آدم بوڑھا ہوتا ہے اور اسکی دو چیزیں جوان رہتی ہیں: مال کی حرص اور عمر کی حرص۔

دو خونخوار بھیڑئیوں سے زیادہ دو نقصان دہ چیزیں

حضرت مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ. ❸

ترجمہ: دو بھوکے بھیڑیئے کو بکریوں کی ریوڑ میں چھوڑنا اس بات سے زیادہ شدید نہیں کہ کسی انسان کا مال اور دنیوی شرف پر حرص ہو۔

انسان کا پیٹ قبر کی مٹی سے بھرے گا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا

لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ

❶ سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء فی فناء أعمار هذه الأمّة ما بين الستين إلى سبعين، رقم الحديث: ۲۳۳۱

❷ صحيح مسلم: كتاب الزكوة، باب كراهة الحرص على الدنيا، رقم الحديث: ۱۰۴۷

❸ سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء فی أخذ المال، باب منه، رقم الحديث: ۲۳۷۶

إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ. ❶

ترجمہ: اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوتو تیسری وادی بھی چاہے گا، ابن آدم کا پیٹ نہیں بھرتا مگر مٹی سے، اور اللہ اس پر مہربان ہوتا ہے جو رجوع کرتا ہے۔

دنیا کا بھوکا سیر نہیں ہوتا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ: مَنْهُومٌ فِي عِلْمٍ لَا يَشْبَعُ، وَمَنْهُومٌ فِي دُنْيَا لَا يَشْبَعُ. ❷

ترجمہ: دو بھوکے ایسے ہوتے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے، ایک علم کا بھوکا جو کبھی سیر نہیں ہوتا، ایک دنیا کا جو کبھی سیر نہیں ہوتا۔

جو چیز لالچ کے ساتھ لی جائے اسمیں برکت نہیں ہوتی

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا، تو آپ نے مجھے دیا، پھر میں نے آپ سے کچھ مانگا، تو آپ نے مجھے دیا، پھر آپ نے فرمایا:

إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى. ❸

ترجمہ: اے حکیم! یہ مال تر و تازہ اور شیریں ہے، اس لئے جو شخص اس کو اچھی نیت سے

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنة المال، رقم الحديث: ٦٤٣٦

❷ المستدرک علی الصحیحین: کتاب العلم، ج ١ ص ١٦٩، رقم الحديث: ٣١٢/ قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَلَمْ أَجِدْ لَهُ عِلَّةً. وَوَافَقَهُ الذهبی

❸ صحيح البخاری: کتاب الرقاق، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا الْمَالُ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، رقم الحديث: ٦٤٤١

لے گا، اس کے لئے اس میں برکت ہوگی، اور جو شخص اس میں بخل کرے گا، تو اس کو اس میں برکت نہ ہوگی، اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا، اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے اچھا ہے۔

بہترین مال وہ ہے جو حق طریقے سے لیا جائے اور مصارف میں خرچ کیا جائے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم پر اپنے بعد صرف ان چیزوں کا خوف کرتا ہوں جو دنیا کی برکتوں میں تمہیں ملیں گی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی نعمتوں کا ذکر کرنا شروع کیا اور یکے بعد دیگرے بیان کرتے چلے گئے، پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! کیا خیر (یعنی مال سے) شر وفساد پیدا ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب نہ دیا، ہم لوگوں نے اپنے دل میں کہا، کہ شاید آپ پر وحی نازل ہورہی ہے، سب لوگ اس طرح خاموش تھے جیسے ان کے سروں پر پرندہ بیٹھا ہے، جو جنبش سے اڑ جائے، کچھ وقفہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ مبارک سے پسینہ پونچھا اور فرمایا:

أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا، أَوَخَيْرٌ هُوَثَلاثًاإِنَّ الخَيْرَ لا يَأْتِى إِلَّا بِالخَيْرِ،وَإِنَّهُ كُلَّمَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ مَا يَقْتُلُ حَبطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الخَضِرِ، كُلَّمَا أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا،اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ،فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ،ثُمَّ رَتَعَتْ، وَإِنَّ هَذَا المَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ،وَنِعْمَ صَاحِبُ المُسْلِمِ لِمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ، فَجَعَلَهُ فِى سَبِيلِ اللَّهِ،وَاليَتَامَى وَالمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ،وَمَنْ لَمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ،فَهُوَ كَالْآكِلِ الَّذِى لا يَشْبَعُ،وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ القِيَامَةِ. [1]

[1] صحيح البخارى: كتاب الجهاد والسير،باب فضل النفقة فى سبيل الله،رقم الحديث: ٢٨٤٢

ترجمہ: وہ سائل جو ابھی تھا کہاں ہے؟ کیا وہ مال خیر ہے، یہی تین مرتبہ فرمایا، بیشک خیر برائی پیدا نہیں کرتا، موسم بہار کا سبزہ اگر چہ خوشگوار ہے، لیکن کبھی کبھی فنا کے گھاٹ اتار دیتا ہے، یا موت کے قریب پہنچا دیتا ہے، جو جانور اس سبزہ کو اتنا کھائے کہ جب اس کی کوکھ تن جائے، تو دھوپ میں جا پڑے اور وہیں پڑے پڑے جگالی کرے، لید کرے، پیشاب کرے اور پھر اگر چرنا شروع کر دے اس کو ایسا سبزہ ہلاک نہیں کرتا، دنیا کا یہ مال ہرا بھرا ضرور ہے، لیکن درحقیقت اسی مسلمان کا مال اچھا ہے، جو حق کے ساتھ اس کو حاصل کرے اور پھر مجاہدوں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کو دیتا رہے اور جو شخص ناحق کسی کا مال اڑا لے، وہ اس کھانے والے کی طرح ہے، جو کتنا ہی کھائے، لیکن سیری نہیں ہوتی، ایسی دولت اس صاحب مال کے خلاف قیامت کے دن شہادت دے گی۔

دنیا سب کی سب ملعون ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللَّهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ. [1]

ترجمہ: آگاہ رہو! بے شک دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اسمیں ہے سب ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے اور عالم اور متعلم کے۔

حبّ دنیا آخرت کے نقصان کا باعث ہے

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[1] سنن الترمذی: أبواب الزھد، باب ما جاء فی ھوان الدنیا علی اللّٰہ عزوجل، باب منه، رقم الحدیث: ۲۳۲۲

مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَآثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى. ❶

ترجمہ: جو اپنی دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے، اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے، پس فنا ہونے والے پر باقی رہنے والے کو ترجیح دو۔

دنیا اور عورت کے فتنے سے بچو

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ. ❷

ترجمہ: دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ و نائب بنانے والا ہے، پس وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو؟ دنیا سے بچو اور عورتوں سے بھی ڈرتے رہو، کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔

ابن آدم کہتا ہے میرا مال

حضرت مطرف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ

❶مسند أحمد: ج ۳۲ ص ۴۷۰، رقم الحديث: ۱۹۶۹۷/قال الهيثمي في مجمع الزوائد(۱۰/ ۲۴۹) رواه أحمد والبزار والطبراني ورجالهم ثقات/صحيح الترغيب والترهيب: ج ۳ ص ۲۶۶، رقم الحديث: ۳۲۴۷

❷صحيح مسلم: كتاب الرقاق، بَابُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَيَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ، رقم الحديث: ۲۷۴۲

علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، آپ ''أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ'' پڑھ رہے تھے پھر آپ نے فرمایا:

يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي، مَالِي، قَالَ: وَهَلْ لَكَ، يَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ. ❶

ترجمہ: ابن آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، اے ابن آدم! تیرا کیا مال ہے؟ تیرا مال تو صرف وہی ہے جو تو نے کھا لیا اور ختم کرلیا، یا جو تو نے پہن لیا اور پرانا کرلیا، یا جو تو نے صدقہ کیا اور ختم ہو گیا۔

دنیا کی فراوانی تمہیں کہیں ہلاک نہ کرڈالے

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے مسور بن مخرمہ صحابی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ نے جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور جنگ بدر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے، بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین کا جزیہ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کر کے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو وہاں کا حاکم مقرر کردیا، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لے کر آئے، انصار کو معلوم ہوا تو وہ سب صبح کی نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم روپیہ کی خبر سن کر حضرت جو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ لے کر آئے ہیں (آئے ہو) سب نے کہا: جی ہاں! صحیح ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللَّهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنِّي

❶ صحیح مسلم: کتاب الزہد والرقاق، رقم الحدیث: ۲۹۵۸

أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ، كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ. ❶

ترجمہ: اچھا خوش ہو جاؤ اور خوشی کی امید رکھو، اللہ کی قسم! مجھے تمہارے مفلس ہو جانے کا ڈر نہیں ہے اور یہ ڈر ہے کہ کہیں تم بھی اگلی امتوں کی طرح خوش حال ہو کر ایک دوسرے پر رشک کرنے لگو اور دنیا تم کو بھی اسی طرح تباہ کر دے جس طرح اگلی امتوں کو تباہ کر دیا تھا۔

عورتوں کیلئے دو سرخ چیزوں میں ہلاکت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَيْلٌ لِلنِّسَاءِ مِنَ الْأَحْمَرَيْنِ: الذَّهَبِ وَالْمُعَصْفَرِ. ❷

ترجمہ: دو سرخ چیزوں میں عورتوں کیلئے ہلاکت ہے: ایک سونا، دوسرا پیلے رنگ سے رنگے ہوئے کپڑے۔

یہ ان عورتوں کے لئے ہلاکت ہے جو زیورات پہن کر اور رنگ دار کپڑے پہن کر زیب و زینت کر کے مردوں کو اپنی طرف مائل کریں، اور مردوں کو فتنے میں ڈالیں، ورنہ فی نفسہ عورتوں کے لئے سونا اور رنگ دار لباس پہننا جائز ہے۔ ❸

میری امت کے لئے فتنہ مال ہے

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

❶ صحیح البخاری: کتاب الرقاق، بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهَرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيهَا، رقم الحدیث: ٦٤٢٥

❷ صحیح ابن حبان: کتاب الرهن، باب ما جاء فی الفتن، ج ۱۳ ص ۳۰۷، رقم الحدیث: ٥٩٦٨

❸ التنویر شرح جامع الصغیر: ج ۱۱ ص ٤٩

وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتُنَةً وَفِتُنَةُ أُمَّتِى الْمَالُ. ❶

ترجمہ: بے شک ہر امت کے لیے کوئی نہ کوئی فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہوگا۔

دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ ہے

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

حُلُوَةُ الدُّنُيَا مُرَّةُ الْآخِرَةِ،وَمُرَّةُ الدُّنُيَا حُلُوَةُ الْآخِرَةِ. ❷

ترجمہ: دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ ہے اور دنیا کی کڑواہت آخرت کی مٹھاس ہے۔

غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيُسَ الغِنَى عَنُ كَثُرَةِ العَرَضِ،وَلَكِنَّ الغِنَى غِنَى النَّفُسِ. ❸

ترجمہ: غنا کثرت سامان و مال سے نہیں ہوتا بلکہ غنا نفس کے غنی ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

دنیا کی محبت اور موت سے نفرت

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُوشِكُ أَنُ تَدَاعَى عَلَيُكُمُ الْأُمَمُ مِنُ كُلِّ أُفُقٍ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ عَلَى قَصُعَتِهَا.

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء أن فتنة هذه الأمّة فی المال، رقم الحديث: ٢٣٣٦

❷ المستدرک علی الصحيحين: كتاب الرقاق، ج٤ ص٣٤٥، رقم الحديث: ٧٨٦١/قَالَ الْحَاكِمُ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسُنَادِ وَلَمُ يُخَرِّجَاهُ. وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ

❸ صحيح البخاری: كتاب الرقاق، باب الغنی غنی النفس، رقم الحديث: ٦٤٤٦

ترجمہ: عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں دنیا کے ہر کونے سے مختلف قومیں تمہارے خلاف ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دیں گی جیسے ایک کھلانے والی عورت اپنے پیالے کی طرف بلاتی ہے۔

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس زمانے میں ہماری تعداد کم ہونے کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلَكِنْ تَكُونُونَ غُثَاءً كَغُثَاءِ السَّيْلِ، تُنْتَزَعُ الْمَهَابَةُ مِنْ قُلُوبِ عَدُوِّكُمْ، وَيَجْعَلُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ. قَالَ: قُلْنَا: وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: حُبُّ الْحَيَاةِ وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ. [1]

ترجمہ: اس زمانے میں تمہاری تعداد تو بہت زیادہ ہوگی لیکن تم لوگ سمندر کے خس و خاشاک کی طرح ہوگے، تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال لیا جائے گا اور تمہارے دلوں میں ''وہن'' ڈال دیا جائے گا، ہم نے پوچھا کہ ''وہن'' سے کیا مراد ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زندگی کی محبت اور موت سے نفرت۔

فقراء دولت مندوں سے پہلے جنت میں داخل ہونگے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ. [2]

ترجمہ: فقراء مالداروں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہونگے اور آدھا دن پانچ سو سال کے برابر ہوگا۔

[1] مسند أحمد: تتمة مسند الأنصار، ج۳۷ص ۸۲، رقم الحديث: ۲۲۳۹۷

[2] سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء أن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنيائهم، رقم الحديث: ۲۳۵۳

قیامت کے دن خسارے والے لوگ کون ہوں گے؟

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا: رب کعبہ کی قسم! وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں، میں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا تو نہ ٹھہر سکا اور کھڑا ہو گیا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کون ہیں؟ فرمایا:

هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا -مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، وَقَلِيلٌ مَا هُمْ، مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ، وَلَا بَقَرٍ، وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ، وَأَسْمَنَهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا، كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا، عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ. [1]

ترجمہ: وہ بہت مال والے ہیں سوائے اس کے جو اس طرح اپنے سامنے سے، اپنے پیچھے سے، اپنے دائیں اور بائیں سے، اور ان میں سے کم لوگ وہ ہیں جو اونٹ اور گائے اور بکریوں والے ان کی زکوہ ادا نہیں کرتے تو وہ قیامت کے دن بڑھ چڑھ کر فربہ ہو کر آئیں گی، ان کو اپنے سینگوں سے زخمی کریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی، جب ان کا پچھلا گزر جائے گا تو اس پر ان کا پہلا لوٹ آئے گا، یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ کر دیا جائے۔

اکثر مالدار قیامت کے دن غریب ہونگے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

[1] صحیح مسلم: کتاب الزکوة، باب تغلیظ عقوبة من لا یؤدی الزکوة، رقم الحدیث: ۹۹۰

عشاء کی نماز کے وقت مدینہ کی زمین حرہ میں چل رہا تھا اور ہم احد پہاڑ کو دیکھ رہے تھے، تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا: لبیک اے اللہ کے رسول!

مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا ذَاکَ عِنْدِی ذَهَبٌ،أَمُسَی ثَالِثَةً عِنْدِی مِنْهُ دِینَارٌ،إِلَّا دِینَارًاأَرُصُدُهُ لِدَیْنٍ،إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِی عِبَادِ اللَّهِ،هَكَذَاحَثَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَهَكَذَاعَنْ یَمِینِهِ وَهَكَذَاعَنْ شِمَالِهِ .

ترجمہ: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ احد پہاڑ میرے پاس سونے کا ہو اور تیسری شب تک میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی بچ جائے، سوائے اس دینار کے جس کو میں اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے روک رکھوں، بلکہ میں اللہ کے بندوں کو اس طرح بانٹوں اور آپ نے اپنے سامنے ایک لپ بھر کر اشارہ کیا اور اسی طرح دائیں اور اسی طرح اپنے بائیں طرف اشارہ کیا۔

پھر ہم چلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے کہا: لبیک اے اللہ کے رسول! فرمایا:

إِنَّ الْأَكْثَرِینَ هُمُ الْأَقَلُّونَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ،إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا مِثْلَ مَا صَنَعَ فِی الْمَرَّةِ الْأُولَی. ❶

ترجمہ: کثرتِ مال والے ہی قلیل مال والے ہوں گے قیامت کے دن، سوائے ان لوگوں کے جو اس طرح اور اس طرح دیتے ہیں جیسا کہ آپ نے پہلی مرتبہ کیا۔

فقر وفاقہ اور تنگدستی پر اجر وثواب

حضرت فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

❶ صحیح مسلم : کتاب الزکوۃ، باب الترغیب فی الصدقۃ ، ج ۲ ص ۶۸۷ ، رقم الحدیث: ۹۴

لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو نماز میں کچھ لوگ بھوک کی وجہ سے گر جاتے تھے، یہ لوگ اصحابِ صفہ میں سے تھے، یہاں تک کہ دیہاتیوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ لوگ مجنون اور دیوانے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھا کر انکی طرف گئے اور فرمایا:

لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ لَأَحْبَبْتُمْ لَوْ أَنَّكُمْ تَزْدَادُونَ فَاقَةً وَحَاجَةً. ❶

ترجمہ: اگر تم جان لیتے جو میں جانتا ہوں کہ اللہ کے پاس تمھارے لیے کیا ہے؟ تو تم چاہو گے کہ فقر وفاقہ اور زیادہ ہو جائے۔

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کو دنیا سے محفوظ رکھتے ہیں

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ أَحَدُكُمْ يَحْمِي سَقِيمَهُ الْمَاءَ. ❷

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو اسکو دنیا سے ایسے محفوظ فرماتے ہیں جیسا کہ تم اپنے مریض کو پانی سے محفوظ کرتے ہو۔

❶ مسند أحمد: مسند فضالة بن عبيد الأنصاری، ج ۹ ص ۳۶۴، رقم الحديث: ۲۳۹۳۸/ مسند البزار: مسند فضاله بن عبيد، ج ۹ ص ۲۰۵، رقم الحديث: ۳۷۵۰

❷ سنن الترمذی: أبواب الطب، باب ما جاء فی الحمية، رقم الحديث: ۲۰۳۶

دنیا کی مثال غلاظت کی طرح ہے

حضرت ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: آپ کی خوراک کیا ہے؟ میں نے کہا: گوشت اور دودھ۔ فرمایا: پھر اس سے کیا بن جاتا ہے؟ میں نے کہا: جو کچھ بن جاتا ہے آپ جانتے ہیں، فرمایا:

فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ضَرَبَ مَا يَخْرُجُ مِنْ ابْنِ آدَمَ مَثَلًا لِلدُّنْيَا. ❶

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے اس چیز کیساتھ دنیا کی مثال بیان کی جو ابن آدم سے (غلاظت) نکلتی ہے۔

مال اور اعمال کی دوستی

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الْأَجَلِ مَثَلُ رَجُلٍ لَهُ ثَلَاثَةُ أَخِلَّاءَ، قَالَ لَهُ مَالُهُ: أَنَا مَالُكَ خُذْ مِنِّي مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ، وَقَالَ الْآخَرُ: أَنَا مَعَكَ أَحْمِلُكَ وَأَضَعُكَ فَإِذَا مِتَّ تَرَكْتُكَ، قَالَ: هَذَا عَشِيرَتُهُ، وَقَالَ الثَّالِثُ: أَنَا مَعَكَ أَدْخُلُ مَعَكَ وَأَخْرُجُ مَعَكَ مِتَّ أَوْ حَيِيتَ، قَالَ: هَذَا عَمَلُهُ. ❷

ترجمہ: مؤمن اور موت کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے تین دوست ہوں، اس کا مال اس سے کہے: اپنی چاہت کے مطابق لے لے اور چاہت کے مطابق چھوڑ دے،

---

❶ مسند أحمد: مسند المكيين، ج۲۵ ص۲۴، رقم الحديث: ۱۵۷۴۷/صحيح الترغيب والترهيب: ج۲ ص۵۰۶، رقم الحديث: ۲۱۵۱

❷ المستدرك على الصحيحين: كتاب الإيمان، ج۱ ص۱۴۶، رقم الحديث: ۲۵۱/ قال الذهبي: على شرط مسلم

دوسرا کہے: میں تیرے ساتھ ہوں لیکن جب تو مر جائے گا تو میں تجھے اتار دوں گا (اور تجھ سے علیحدہ ہو جاؤں گا،) یہ اسکا اہل خانہ ہے، تیسرا کہے: میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے ساتھ ہی نکلوں گا تو مرے یا جیے، یہ اسکے اعمال ہیں۔

اللہ رب العزت کن لوگوں کی لاج رکھتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رُبَّ أَشْعَثَ،مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ. ❶

ترجمہ: بہت سے پراگندہ بالوں والے دروازوں سے دھتکارے ہوئے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے اعتماد پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

دنیا کی مثال پانی پر چلنے والے کی طرح ہے

حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْمَاشِي فِي الْمَاءِ،هَلْ يَسْتَطِيعُ الَّذِي يَمْشِي فِي الْمَاءِ أَلَّا تَبْتَلَّ قَدَمَاهُ؟❷

ترجمہ: دنیا کی مثال پانی میں چلنے والے کی طرح ہے، کیا کوئی اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ پانی میں چلے اور اسکے قدم گیلے نہ ہوں۔

❶صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب،باب فضل الضعفاء والخاملين،رقم الحديث: ٢٦٢٢

❷الزهد لابن أبي الدنيا: ص ٨٦،الرقم:١٧٧/قال الألباني:وهذا مرسل، وسنده صحيح،رجاله رجال الشيخين،غير إسحاق وهو الطالقاني ثقة.فالصواب في الحديث الإرسال.(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة: ج١٠ ص٢٨٨،الرقم: ٤٧٤١

سوائے ضرورت کے ہر عمارت وبال ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ نے ایک بلند گنبد دیکھا، آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: فلاں انصاری صحابی کا ہے، آپ خاموش رہے اور دل ہی میں یہ بات رکھی، یہاں تک کہ اس گنبد کے مالک آپ کے پاس آئے اور آپ کو لوگوں کے درمیان سلام کیا، آپ نے ان سے منہ پھیر لیا، اس طرح کئی بار کیا حتی کہ وہ صاحب جان گئے آپ کی ناراضگی اور اعراض کو، تو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی شکایت کی کہ اللہ کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سے کچھ ناراض دیکھتا ہو، (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف التفات نہیں فرمارہے) صحابہ کرام نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تھے تو آپ کے گنبد کو دیکھا تھا، پھر وہ صحابی واپس گئے اور اپنے گنبد کو گرا دیا اور بالکل زمین کے برابر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن پھر نکلے اس گنبد کی طرف تو اسے نہ دیکھا، آپ نے فرمایا کہ گنبد کے ساتھ کیا گیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم سے گنبد کے مالک نے آپ کے اعراض کی شکایت کی تھی تو ہم نے اسے بتلا دیا تھا چنانچہ اس نے اسے منہدم کر دیا، آپ نے فرمایا:

أَمَا إِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ إِلَّا مَا لَا، إِلَّا مَا لَا يَعْنِي مَا لَا بُدَّ مِنْهُ. [1]

ترجمہ: یاد رکھو ہر عمارت اپنے مالک کے لئے وبال ہے سوائے اس کے جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔

---

[1] سنن أبی داود: کتاب الأدب: باب ما جاء فی البناء، رقم الحدیث: ۵۲۳۷/سلسلة الأحادیث الصحیحة: ج۶ ص ۷۹۴، رقم الحدیث: ۲۸۳۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی

دو دو ماہ گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عروہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بھانجے! ہم چاند دیکھتے یہاں تک کہ دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے (تیسرے چاند سے مراد تیسرے مہینے کا چاند ہے جو دو ماہ پورے ہونے کے وقت دیکھتے تھے) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ جلانے کی نوبت نہ آئی ہوتی۔ میں (عروہ بن زبیر) عرض گزار ہوا کہ پھر آپ کی گزر اوقات کس چیز پر ہوتا تھا؟ فرمایا:

اَلْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ، وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبْيَاتِهِمْ فَيَسْقِينَاهُ. [1]

ترجمہ: دو سیاہ چیزوں یعنی کھجور اور پانی پر، ماسوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند انصاری ہمسائے تھے جن کے ریوڑ تھے، وہ اپنے گھروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ہدیہ پیش کیا کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پلا دیا کرتے تھے۔

دیکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواجِ مطہرات نے کس طرح زہد و استغناء کے ساتھ زندگی گزاری۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے رب نے مجھ پر یہ پیش کیا کہ میرے لیے

---

[1] صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب: كيف كان عيش النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه وتخليهم من الدنيا، رقم الحديث: ٦٤٥٩

مکہ کی پتھریلی زمین کو سونا بنادے، تو میں نے کہا:

لَا، يَا رَبِّ وَلَكِنْ أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوعُ يَوْمًا، أَوْ قَالَ ثَلَاثًا أَوْ نَحْوَ هَذَا ، فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ، وَإِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ. ❶

ترجمہ: نہیں، اے رب! بلکہ میں ایک دن پیٹ بھر کھاؤں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا، یا کہا کہ تین دن، یا اسطرح کہا: جب میں بھوکا ہوں گا تو تیری طرف گڑگڑاؤں گا اور تجھے یاد کروں گا، اور جب سیر ہوں گا تو تیرا شکر ادا کروں گا اور تیری تعریف کروں گا۔

مجھے دنیا سے کیا تعلق

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے لیکن اندر نہیں گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو ان سے حضرت فاطمہ نے بیان کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”**إِنِّي رَأَيْتُ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا مَوْشِيًّا، فَقَالَ: مَا لِي وَلِلدُّنْيَا**“ میں نے فاطمہ کے دروازے پر دھاری دار پردہ دیکھا مجھے دنیا کی زیب وزینت سے کیا کام؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے یہ حال بیان کیا، تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ چاہیں اس بارے میں مجھے کہہ دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”**تُرْسِلُ بِهِ إِلَى فُلَانٍ أَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ**“ فلاں گھر والے کے پاس بھیج دو کہ وہ ضرورت مند ہیں۔ ❷

❶ سنن الترمذي: أبواب الزهد، باب ما جاء في الكفاف والصبر عليه، رقم الحديث: ۲۳۴۷

❷ صحيح البخاري: كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب هدية ما يكره لبسها، رقم الحديث: ۲۶۱۳

میری اور دنیا کی مثال ایک مسافر کی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس چٹائی پر تشریف فرما ہیں، پہلوئے مبارک پر اس کے نشانات پڑ چکے ہیں، عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! اگر آپ اس سے کچھ نرم بستر بنوا لیتے تو کتنا اچھا ہوتا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا لِي وَلِلدُّنْيَا؟ مَا مَثَلِي وَمَثَلُ الدُّنْيَا إِلا كَرَاكِبٍ سَارَ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ، فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا. [1]

ترجمہ: میرا دنیا سے کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی سی جو گرمی کے موسم میں سارا دن چلتا رہے اور کچھ دیر کے لئے ایک درخت کے نیچے سایہ حاصل کرے، پھر اسے چھوڑ کر چل دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نرم بچھونے پر بیٹھنے سے گریز کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بچھونا تھا جو پرانا اور کھردرا ہو چکا تھا، میں نے جب یہ دیکھا تو میں اسکے اوپر دوسرا بچھونا بچھا دیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نرم ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو فرمایا: اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے دیکھا کہ آپ کا بچھونا پرانا اور کھردرا ہو چکا ہے تو میں نے اسپر دوسرا بچھونا بچھا دیا تاکہ آپ کے لیے نرم ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''أَخِّرِيهِ عَنِّي، وَاللَّهِ لَا أَقْعُدُ عَلَيْهِ حَتَّى تَرْفَعِيهِ

[1] مسند أحمد: ومن مسند بني هاشم، مسندعبدالله بن العباس، ج۴ ص۳۷۴، رقم الحديث: ۲۷۴۴

قَالَتْ: فَرَفَعْتُ الْاَعْلَی الَّذِیْ صَنَعْتُ. ''اس دوسرے کو ہٹا دو، اللہ کی قسم! میں اس پر تب تک نہ بیٹھوں گا جب تک آپ اسکو اٹھا نہ لو، چنانچہ میں نے اوپر والا بچھونا اٹھالیا۔ ❶

کئی کئی راتیں بھوک میں گزر جاتیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْكُثُ اللَّيَالِي الْمُتَتَابِعَاتِ طَاوِيًا، وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُونَ عَشَاءً، وَكَانَ خُبْزُهُمْ خُبْزُ الشَّعِيرِ. ❷

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی راتیں خود بھی بھوکے رہتے تھے اور آپ کے اہل کے ساتھ رات کا کھانا نہیں ہوتا تھا، (جبکہ انکا کھانا پر تکلف نہیں ہوتا تھا بلکہ) جو کی کی روٹی ہوتی تھی۔

دن میں کبھی دو مرتبہ پیٹ بھر کر نہیں کھایا

ایک دفعہ مروان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دعوت کی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بہت کم وقت ایسا ہوتا کہ میں پیٹ بھر کر کھانا کھاتی، جب بھی کھالوں تو مجھے رونا آتا ہے تو میں روتی ہوں، مروان نے پوچھا: کیوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

أَذْكُرُ الْحَالَ الَّتِي فَارَقَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا، فَوَاللّٰهِ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزِ الْبُرِّ مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❸

❶شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۴۹، رقم الحديث: ۹۹۳۳/ شرح السنة للبغوی: كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبی صلی اللّٰه عليه وسلم وعيش أصحابه رضی اللّٰه عنهم، ج۱۴ ص۲۷۷، رقم الحديث: ۴۰۸۲

❷شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۴۹، رقم الحديث: ۹۹۳۴

❸شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۵۱، رقم الحديث: ۹۹۳۶

ترجمہ: میں اس حالت کو یاد کرتی ہوں جس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو چھوڑ کر گئے تھے، اللہ کی قسم! کبھی گندم کی روٹی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن میں دو مرتبہ پیٹ بھر نہیں کھایا یہاں تک اللہ سے جا ملے۔

اللہ نے ہمارے لئے آخرت اور ان کے لئے دنیا رکھی ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانہ میں تھے اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا:

وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى حَصِيرٍ،فَجَلَسْتُ،فَأَدْنَى عَلَيْهِ إِزَارَهُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ،وَإِذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ،فَنَظَرْتُ بِبَصَرِي فِي خِزَانَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَإِذَا أَنَا بِقَبْضَةٍ مِنْ شَعِيرٍ نَحْوِ الصَّاعِ،وَمِثْلِهَا قَرَظًا فِي نَاحِيَةِ الْغُرْفَةِ،وَإِذَا أَفِيقٌ مُعَلَّقٌ،قَالَ:فَابْتَدَرَتْ عَيْنَايَ،قَالَ:مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ قُلْتُ:يَا نَبِيَّ اللَّهِ،وَمَا لِي لَا أَبْكِي وَهَذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِكَ،وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ لَا أَرَى فِيهَا إِلَّا مَا أَرَى، وَذَاكَ قَيْصَرُ وَكِسْرَى فِي الثِّمَارِ وَالْأَنْهَارِ،وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَصَفْوَتُهُ،وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ،فَقَالَ:يَا ابْنَ الْخَطَّابِ،أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا؟قُلْتُ:بَلَى. (1)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، میں بیٹھ گیا اور آپ نے اپنی چادر اپنے اوپر لے لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کے علاوہ کوئی کپڑا نہ تھا اور چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو (کمر) پر لگے ہوئے تھے، پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالا خانہ کو بغور دیکھا تو اس میں چند مٹھی جو تھے جو کہ ایک صاع

(1) صحیح مسلم: کتاب الطلاق ،بَابٌ فِي الْإِيلَاءِ، وَاعْتِزَالِ النِّسَاءِ،رقم الحدیث: ۱۴۷۹

کی مقدار میں ہوں گے اور اس کے برابر سلم کے پتے ایک کونہ میں پڑے ہوئے تھے اور ایک کچا چمڑا جس کی دباغت اچھی طرح نہ ہوئی تھی لٹکا ہوا تھا، پس میری آنکھیں بھر آئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! تجھے کس چیز نے رلا دیا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں کیوں نہ روؤں؟ یہ چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر ہیں اور یہ آپ کا خزانہ ہے جو چند چیزیں نظر آ رہی ہیں، اور وہ قیصر وکسری ہیں جو پھلوں اور نہروں میں زندگی گزارتے ہیں، حالانکہ آپ اللہ کے رسول اور اس کے برگزیدہ بندے ہیں اور یہ آپ کا خزانہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ ہمارے لئے آخرت ہے اور ان کے لئے دنیا؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور موت دے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ أَحْیِنِی مِسْکِینًا وَأَمِتْنِی مِسْکِینًا وَاحْشُرْنِی فِی زُمْرَةِ الْمَسَاکِینِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

ترجمہ: اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مجھے مسکینی کی حالت میں موت دے اور مجھے قیامت کے دن مسکینوں کی جماعت میں اٹھانا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی: یہ کیوں؟ اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

إِنَّھُمْ یَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِیَائِھِمْ بِأَرْبَعِینَ خَرِیفًا، یَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّی الْمِسْکِینَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، یَا عَائِشَةُ! أَحِبِّی الْمَسَاکِینَ وَقَرِّبِیھِمْ فَإِنَّ اللّٰهَ یُقَرِّبُکِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ. [1]

---

[1] سنن الترمذی: أبواب الزھد، باب ماجاء أن فقراء المھاجرین یدخلون الجنة قبل أغنیائھم، رقم الحدیث: ۲۳۵۲

ترجمہ: اس لیے کہ یہ لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونگے، اے عائشہ! مسکین کو مت لوٹاؤ اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کے بقدر دے دو، اے عائشہ! مسکین سے محبت کرو اور انکو قریب کرو اس لیے کہ اللہ آپ کو قریب کردے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سے سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبت تھے

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَا أَبْعَدَ هَدْيَكُمْ مِنْ هَدْيِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،أَمَّا هُوَ فَكَانَ أَزْهَدَ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا وَأَمَّا أَنْتُمْ فَأَرْغَبُ النَّاسِ فِيهَا. ❶

ترجمہ: آپ لوگوں کی سیرت تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے کس قدر دور ہو چکی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ دنیا سے بے رغبت تھے اور تم تمام لوگوں سے زیادہ دنیا میں رغبت رکھتے ہو۔

صحابہ کرام اور سلف کے دنیا سے بے رغبتی سے متعلق اکتالیس اقوالِ زریں

بیٹا دنیا ایک گہرا سمندر ہے

۱......حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

أَيْ بُنَيَّ!إِنَّ الدُّنْيَا بَحْرٌ عَمِيقٌ،قَدْ غَرِقَ فِيهِ نَاسٌ كَثِيرٌ،فَاجْعَلْ سَفِينَتَكَ فِيهَا تَقْوَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ،وَحَشْوُهَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ،وَشِرَاعُهَا التَّوَكُّلُ عَلَى اللَّهِ لَعَلَّكَ تَنْجُو،وَلَا أَرَاكَ نَاجِيًا. ❷

❶مسند أحمد: مسند الشاميين حديث عمرو بن عاص، ج ۲۹ ص ۳۰۷، رقم الحديث: ۱۷۷۷۳

❷الزهد لأحمد: بقية زهد عيسى عليه السلام، ص ۸۶، الرقم: ۵۳۲

ترجمہ: اے بیٹے! دنیا ایک گہرا سمندر ہے، اس میں بہت سے لوگ ڈوب چکے ہیں، اس میں خوفِ خدا کی کشتی پر سفر کرو، ایمان کو ہم سفر بناؤ اور توکل کو بادبان قرار دو، اس طرح شاید تم غرق ہونے سے بچ جاؤ، یوں تو مجھے تمہارے بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

دنیا کو آخرت کے عوض فروخت کرو

۲......حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

بِعْ دُنْيَاكَ بِآخِرَتِكَ تَرْبَحْهُمَا جَمِيْعاً وَلَا تَبِعْ آخِرَتَكَ بِدُنْيَاكَ تَخْسَرُهُمَا جَمِيْعاً. ❶

ترجمہ: اپنی دنیا کو آخرت کے عوض فروخت کردو تو تمہیں دنیا وآخرت دونوں میں نفع ہوگا، اور آخرت کو دنیا کے عوض فروخت مت کرو ورنہ دونوں میں نقصان ہوگا۔

دنیا کی بے ثباتی سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول

۳......امام مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور آپ کے اوپر سوتی لباس تھا، لوگوں نے آپ کی طرف دیکھنا شروع کردیا، تو آپ نے فرمایا:

لَا شَيْءَ فِيمَا يُرَى إِلَّا بَشَاشَتُهُ يُبْقِي الْإِلَهُ، وَيَوَدُّ إِلَى الْمَالِ وَالْوَلَدِ، وَاللَّهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا كَنَفْحَةِ أَرْنَبٍ. ❷

ترجمہ: جس چیز کی طرف دیکھا جارہا ہے اسکی ظاہری تازگی ہے جو اللہ نے بنائی ہے، اور انسان اپنے مال اور اولاد سے محبت کرتا ہے، اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں خرگوش کی سانس کی طرح ہے۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج۳ص۲۰۸

❷ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص۱۲۶، رقم الحديث: ۱۰۱۱۸

دنیا فانی اور آخرت باقی ہے

۴......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جماعت میں سب آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ إِنَّمَا أَعْطَاكُمُ الدُّنْيَا لِتَطْلُبُوا بِهَا الْآخِرَةَ، وَلَمْ يُعْطِكُمُوهَا لِتَرْكَنُوا إِلَيْهَا، إِنَّ الدُّنْيَا تَفْنَى، وَالْآخِرَةَ تَبْقَى، لَا تَبْطَرَنَّكُمُ الْفَانِيَةُ، وَلَا تُشْغِلَنَّكُمْ عَنِ الْبَاقِيَةِ، آثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى، فَإِنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ، وَإِنَّ الْمَصِيرَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، اتَّقُوا اللَّهَ، وَالْزَمُوا جَمَاعَتَكُمْ، وَلَا تَصِيرُوا أَحْزَابًا، (وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا) (آل عمران:۱۰۳).

ترجمہ: اللہ تعالی نے تمہیں دنیا اس لیے عطا کی تا کہ اس کے ذریعے آخرت کو طلب کرو، یہ اس لئے عطا نہیں کی آپ کو اسکی طرف جھک جاؤ، یقیناً دنیا ختم ہوگی اور آخرت باقی رہے گی، تمہیں فانی چیز اترانے میں مبتلا نہ کرے اور باقی رہنے والی چیز سے غافل نہ کرے، جو باقی رہنے والی ہے اسکو اس پر ترجیح دو جو فنا ہونی والی ہے، یقیناً دنیا ختم ہوجائے گی، اور لوٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے، پس اللہ سے ڈرو، اور اپنی جماعت کو لازم پکڑو اور گروہ نہ بنو۔

(آیت کا ترجمہ) اور اللہ نے تم پر جو انعام کیا ہے اسے یاد رکھو کہ ایک وقت تھا جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔ [1]

دنیا سے بے رغبتی پر مصائب ہلکے ہوجاتے ہیں

۵......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[1] الزهد لابن أبي الدنيا: ص۱۰۳، الرقم: ۲۰۹

مَنْ زَهِدَ فِي الدُّنْيَا هَانَتْ عَلَيْهِ الْمُصِيبَاتُ، وَمَنِ ارْتَقَبَ الْمَوْتَ سَارَعَ فِي الْخَيْرَاتِ. ❶

ترجمہ: جو دنیا سے بے رغبتی کرے گا اس پر مصیبتیں ہلکی ہوجاتی ہیں، اور جو موت کا انتظار کرتا ہے تو نیک کاموں کی طرف دوڑتا ہے۔

دنیا کی مثال سانپ کی طرح ہے

۶...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، جسمیں یہ لکھا تھا:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ الْحَيَّةِ: لَيِّنٌ مَسُّهَا تَقْتُلُ بِسُمِّهَا، فَأَعْرِضْ عَمَّا يُعْجِبُكَ فِيهَا لِقِلَّةِ مَا يَصْحَبُكَ مِنْهَا، وَضَعْ عَنْكَ هُمُومَهَا لِمَا أَيْقَنْتَ بِهِ مِنْ فِرَاقِهَا، وَكُنْ أَسَرَّ مَا تَكُونُ فِيهَا أَحْذَرَ مَا تَكُونُ لَهَا، فَإِنَّ صَاحِبَهَا كُلَّمَا اطْمَأَنَّ مِنْهَا إِلَى سُرُورٍ أَشْخَصَهُ عَنْهُ مَكْرُوهٌ، وَالسَّلَامُ. ❷

ترجمہ: (حمد وصلاۃ کے بعد) بے شک دنیا کی مثال سانپ کی طرح ہے جسکا کاٹنا تو معمولی ہوتا ہے مگر زہر اس کا مار دیتا ہے، لہذا دنیا میں سے جو کچھ آپ کو اچھا لگے اس سے منہ پھیر لیں اس لیے کہ اس میں سے بہت ہی کم تیرے پاس رہے گا، اور اپنے آپ سے اس فکر کو اتار پھینکے اس لیے اسکے جدا ہونے کا آپ کو یقین ہے، اور جو کچھ اسمیں ہے اس سے کنارہ کش ہوجاؤ اس لیے کہ صاحب دنیا بہت ہی کم سرور وخوشی کی جانب مطمئن ہوتا ہے، اسکے ناپسندیدہ اشیاء کو نگاہیں اونچا کر کے دیکھئے۔ والسلام۔

❶ الزهد لابن أبى الدنيا: ص۵۸، الرقم: ۹۲

❷ الزهد لابن أبى الدنيا: ص۸۰، الرقم: ۱۶۴

صحابہ کرام نے زاہدانہ زندگی گزاری

۷......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنْتُمْ أَكْثَرُ صَلاةً، وَأَكْثَرُ جِهَادًا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمْ كَانُوا خَيْرًا مِنْكُمْ.

ترجمہ: تم نماز بھی زیادہ پڑھتے ہو اور جہاد بھی اصحاب محمد سے زیادہ کرتے ہو، حالانکہ وہ تم سے بہتر تھے۔

لوگوں نے کہا: کس وجہ سے بہتر تھے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّهُمْ كَانُوا أَزْهَدَ فِي الدُّنْيَا، وَأَرْغَبَ فِي الْآخِرَةِ. ❶

ترجمہ: اس لیے وہ لوگ دنیا سے بے رغبت تھے اور آخرت میں رغبت رکھنے والے تھے۔

جو دنیا بنائے گا آخرت کا نقصان کرے گا

۸......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ، وَمَنْ أَرَادَ الدُّنْيَا أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَضُرُّوا بِالْفَانِي لِلْبَاقِي. ❷

ترجمہ: جو شخص آخرت کا ارادہ رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کا نقصان کرتا ہے، اور جو دنیا کا ارادہ رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کا نقصان کرتا ہے۔ پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ باقی رہنے والی چیز کے لیے فانی چیز کا نقصان برداشت کرلو۔

دین کی زیب وزینت کو دیکھ کر آخرت سے غافل نہ ہوں

۹......عرفجہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورۃ الاعلیٰ پڑھنے کی درخواست کی، جب اس آیت پر پہنچے "**بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ**

❶ المعجم الكبير: باب العين، ج ۹ ص ۱۵۳، رقم الحديث: ۸۷۶۸

❷ المعجم الكبير: باب العين، ج ۹ ص ۱۵۱، رقم الحديث: ۸۷۵۷

الــدُّنـیــا'' (بلکہ تم لوگ دنیا کی زندگی کوترجیح دیتے ہو) تو قرأت چھوڑ دی اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا:

آثَرْنَا الْحَیَاۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْآخِرَۃِ لِأَنَّا رَأَیْنَا زَھْرَتَھَا وَزِیْنَتَھَا وَطَعَامَھَا وَشَرَابَھَا،وَزُوِّیَتْ عَنَّا الْآخِرَۃُ فَاخْتَرْنَا الْعَاجِلَ عَلَی الْآجِلِ.❶

ترجمہ: ہم نے دنیا کی زندگی کوآخرت پر ترجیح دی ہے،اس لیے ہم نے دنیا کی تازگی، زینت،کھانا اور پینا دیکھا ہے،اور ہم سے آخرت مخفی رکھی گئی ہے،پس ہم نے دنیا کو آخرت پر پسند کیا۔

دنیا میں انسان مہمان ہےاور مال امانت ہے

۱۰......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

مَا مِنْکُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَھُوَ ضَیْفٌ وَمَالُہُ عَارِیَۃٌ فَالضَّیْفُ مُرْتَحِلٌ وَالْعَارِیَۃ مَرْدُوْدَۃٌ.

ترجمہ:تم میں سے کوئی نہیں ہے مگر وہ مہمان ہے،اسکا مال امانت ہے،مہمان چلا جائے گا اور امانت مالک کے پاس لوٹ جائیگی۔

اس مضمون کوایک شعر میں کہا گیا:

وَمَا الْمَالُ وَالْأَھْلُوْنَ إِلَّا وَدَائِعٌ وَلَا بُدَّ یَوْمًا أَنْ تُرَدَّ الْوَدَائِعُ.❷

ترجمہ: مال اوراولاد سب امانتیں ہیں،ایک نہ ایک دن امانتوں کوواپس لوٹانا ہوگا۔

اللہ کے نافرمانی دنیا کی وجہ سے کی جاتی ہے

۱۱......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

❶الزھد لأبی داود: ج ۱ ص ۱۶۳،الرقم :۱۶۳

❷إحیاء علوم الدین: کتاب ذم الدنیا،ج۳ص۲۰۷

مِنْ هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللَّهِ أَلَّا يُعْصَى إِلَّا فِيهَا، وَلَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِتَرْكِهَا. ❶

ترجمہ: دنیا کی ذلت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی دنیا ہی کے سلسلے میں ہوتی ہے، اور رضائے الٰہی دنیا ترک کر کے ہی حاصل ہوتی ہے۔

حب دنیا کا علاج ذکر اللہ ہے

۱۲...... حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِدَائِكُمْ وَدَوَائِكُمْ؟ أَمَّا دَاؤُكُمْ فَحُبُّ الدُّنْيَا، وَأَمَّا دَوَاؤُكُمْ فَذِكْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: کیا میں تمہیں تمھاری بیماری اور اسکا علاج نہ بتاؤں؟ رہا تمھاری بیماری پس وہ دنیا کی محبت ہے، اور تمھارا علاج اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

متفرق مال و دولت سے اللہ کی پناہ

۱۳...... حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ دعا فرمایا کرتے تھے:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ تَفْرِقَةِ الْقَلْبِ. ❸

ترجمہ: میں اللہ سے پراگندہ دلی کی پناہ چاہتا ہوں۔

لوگوں نے پوچھا: پراگندہ دلی کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا "أَنْ يُوضَعَ لِي فِي كُلِّ وَادٍ مَالٌ" کہ میرے لیے ہر وادی میں مال ہی مال رکھا جائے۔

بہترین اور بدترین لوگوں کی علامات

۱۴...... حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مجلس میں ہوتے تو

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج۳ ص ۲۰۸

❷ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۱۹۰، رقم الحديث: ۱۰۱۶۳

❸ الزهد والرقاق لابن المبارك: باب في طلب الحلال، ج ۱ ص ۲۲۴، الرقم: ۶۳۵

فرمایا کرتے تھے "لَقَدْ عَرَفْنَا خِيَارَكُمْ مِنْ شِرَارِكُمْ، وَلَنَحْنُ أَعْرَفُ بِكُمْ مِنَ الْبَيَاطِرَةِ بِالْخَيْلِ" یقیناً ہم نے تم میں سے بہترین اور بدترین لوگوں کو جان لیا، اور ہم تم سے زیادہ گھوڑوں کے نعل لگانے والوں کو جانتے ہیں۔ایک شخص نے کہا: کیا تم علم غیب جانتے ہو؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: چھوڑو شیخ کو، شیخ تم سے زیادہ جانتا ہے، پھر ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: بہترین لوگ کون ہیں؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا:

خِيَارُكُمْ أَزْهَدُكُمْ فِي الدُّنْيَا وَأَرْغَبُكُمْ فِي الْآخِرَةِ، الَّذِي يُعْتِقُ مَحَرَّرُوهُمُ الَّذِينَ لَا يَتَّخِذُونَ الذِّكْرَ مَهْجَرًا، وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ دُبُرًا.

ترجمہ: تم میں سے بہترین لوگ وہ ہے جو دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں رغبت رکھنے والا ہو، اور وہ لوگ غلام کو آزاد کرتے ہیں، اور ذکر کو ترک نہیں کرتے اور نماز کو تاخیر سے ادا نہیں کرتے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: بدترین لوگ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا:

أَرْغَبُكُمْ فِي الدُّنْيَا، وَأَزْهَدُكُمْ فِي الْآخِرَةِ، الَّذِينَ لَا يُعْتَقُ مُحَرَّرُوهُمْ، وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا دُبُرًا. [1]

ترجمہ: (تم میں سے بدترین لوگ وہ ہے) جو دنیا میں رغبت اور آخرت سے بے رغبت ہو، اور وہ لوگ غلام کو آزاد نہیں کرتے ہیں، اور نماز کو تاخیر سے ادا کرتے ہیں۔

جتنی دنیا زیادہ ہوگی اتنا حساب زیادہ ہوگا

۱۵......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[1] شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۱۸۹، رقم الحديث: ۱۰۱۶۲

ذُو الدِّرْهَمَيْنِ أَشَدُّ حِسَابًا أَوْ قَالَ: حَبْسًا - مِنْ ذِي الدِّرْهَمِ. ❶

ترجمہ: دو درہم کے مالک کا حساب ایک درہم کے مالک سے زیادہ سخت ہوگا۔

تین شخصوں پر تعجب ہے

۱۶...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ أَعْجَبَتْنِي حَتَّى أَضْحَكَتْنِي: مُؤَمِّلُ الدُّنْيَا، وَالْمَوْتُ يَطْلُبُهُ، وَغَافِلٌ وَلَيْسَ بِمَغْفُولٍ عَنْهُ، وَضَاحِكٌ لَا يَدْرِي أَسَاخِطٌ عَلَيْهِ رَبُّ الْعَالَمِينَ أَمْ رَاضٍ. ❷

ترجمہ: تین شخصوں نے مجھے تعجب میں ڈال رکھا ہے حتی کہ مجھے ہنسنے پر مجبور کر دیا، پہلا وہ شخص دنیا کی امیدیں اور آرزوئیں کرنے والا ہے حالانکہ موت اسکے تلاش میں ہے، دوسرا وہ شخص غافل اور بے خبر رہتا ہے حالانکہ اس سے کوئی غافل نہیں، تیسرا وہ شخص جو ہنستا رہتا ہے حالانکہ اسکو معلوم نہیں کہ رب العالمین اس سے ناراض ہے یا راضی ہے۔

دنیا کی اصل حقیقت کو روزِ قیامت سامنے لایا جائے گا

۱۷...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن دنیا کو بڑھیا کی صورت میں لایا جائے گا، ادھیڑ عمر، سیاہ وسفید بالوں والی، نیلی آنکھوں والی، اسکے دانت سامنے ظاہر ہونگے، منہ کھلا ہوا ہوگا، وہ مخلوقات کو نگاہ اٹھا کر دیکھے گی، پس کہا جائے گا، کیا تم لوگ اسکو پہچانتے ہو؟ لوگ کہیں گے کہ اللہ کی پناہ کہ ہم اسکو پہچانیں، پس کہا جائے گا:

هَذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي تَنَاحَرْتُمْ عَلَيْهَا، بِهَا تَقَاطَعْتُمُ الْأَرْحَامَ، وَبِهَا تَحَاسَدْتُمْ

❶ الزهد والرقاق لابن المبارك: باب التوكل والتواضع، ج ا ص ۱۹۵، الرقم: ۵۵۵

❷ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج ۱۳ ص ۱۹۲، رقم الحديث: ۱۰۱۶۹

وَتَبَاغَضْتُمْ وَاغْتَرَرْتُمْ،ثُمَّ يُقْذَفُ بِهَا فِي جَهَنَّمَ. ❶

ترجمہ: یہی وہ دنیا ہے جس پر تم قربان ہوتے تھے، جس کی وجہ سے آپس میں قطع رحمی کرتے تھے، اور جس کی وجہ سے آپس میں حسد اور بغض کیا کرتے تھے اور دھوکہ کھاتے تھے، پھر اس دنیا کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

پس یہ دنیا پکارے گی، اے میرے رب! میرے پیروکار کہاں ہیں؟ اللہ تعالی فرمائیں گے "أَلْحِقُوا بِهَا أَتْبَاعَهَا وَأَشْيَاعَهَا" اسکے تابعداروں اور پیروکاروں کو بھی اسکے ساتھ ڈال دو۔

انسان کی پہچان کا معیار کیا ہے؟

۱۸......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْجِبُكُمْ إِنْسَانٌ وَإِنْ صَلَّى،وَإِنْ صَامَ حَتَّى تَنْظُرُوا عَلَى مَا تَهَجَّمَ مِنَ الدُّنْيَا. ❷

ترجمہ: تمہیں کوئی انسان اچھا نہ لگے اگر وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو بلکہ یہ دیکھو کہ وہ کس قدر دنیا سے دور بھاگتا ہے۔

دنیا کے تین اجزاء اور تین خریدار

۱۹......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ الدُّنْيَاثَلاثَةَ أَجْزَاءٍ جُزْءٌ لِلْمُؤْمِنِ وَجُزْءٌ لِلْمُنَافِقِ وَجُزْءٌ لِلْكَافِرِ فَالْمُؤْمِنُ يَتَزَوَّدُ وَالْمُنَافِقُ يَتَزَيَّنُ وَالْكَافِرُ يَتَمَتَّعُ. ❸

ترجمہ: بیشک اللہ تعالی نے دنیا کے تین جزء بنائے ہیں: ایک جزء مؤمن کے لیے

❶ الزهد لابن أبي الدنيا: ص ۵۰،الرقم : ٦٨

❷ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۱۱۱،رقم الحديث: ۱۰۰۳۵

❸ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج۳ ص ۲۰۸

، ایک جزء منافق کے لیے، اور ایک جزء کافر کے لیے، مؤمن اس دنیا سے راہ آخرت کے لیے توشہ لیتا ہے، منافق ظاہر کی آرائش پر توجہ دیتا ہے، اور کافر دنیا میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔

دنیا کی کثرت درجات کی کمی کا ذریعہ ہے

۲۰......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا يُصِيبُ عَبْدٌ مِنَ الدُّنْيَا شَيْئًا إِلَّا انْتَقَصَ مِنْ دَرَجَاتِهِ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ كَرِيمًا. [1]

ترجمہ: جس بندے کو دنیا میں سے کچھ پہنچتا ہے تو اللہ کے ہاں اسکے درجات کم ہوتے ہیں اگرچہ وہ اسپر مہربان ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے اسّی سال تک پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا

۲۱......حمزہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کھانا کتنا ہی زیادہ اور اچھا ہوتا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پیٹ بھر کر نہیں کھاتے۔ ایک مرتبہ ابن مطیع انکے پاس عیادت کے لیے آئے، انہوں نے دیکھا کہ انکا جسم نحیف اور کمزور ہو چکا تھا، انہوں نے انکی اہلیہ سے کہا: کیا آپ ان کے لیے کوئی عمدہ کھانا تیار نہیں کرتیں تاکہ انکی صحت اچھی ہوجائے، انہوں نے جواب دیا کہ ہم تیار کردیتے ہیں لیکن یہ سب (فقراء) کو بلا لیتے ہیں اور سب اِن کو کر کھلا دیتے ہیں، آپ ان سے اس بارے بات کر کے دیکھیں۔ چنانچہ ابن مطیع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عبدالرحمٰن! اگر آپ پیٹ بھر کھانا کھالیں تو آپ کی صحت بحال ہوجائے گی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[1] شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج ۱۳ ص ۲۰۵، رقم الحديث: ۱۰۱۹۴

إِنَّهُ لَيَأْتِي عَلَيَّ ثَمَانِي سِنِينَ مَا أَشْبَعُ فِيهَا شَبْعَةً وَاحِدَةً أَوْ إِلَّا شَبْعَةً وَاحِدَةً فَالْآنَ تُرِيدُ أَنْ أَشْبَعَ حِينَ لَمْ يَبْقَ مِنْ عُمُرِي ظِمْءٌ. ❶

ترجمہ: مجھ پر اسّی سال گزر چکے میں نے ان اسّی سال میں ایک مرتبہ بھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا، یا یوں کہا ایک مرتبہ پیٹ بھر کہا، آج تم کہتے ہو کہ میں پیٹ بھر کھانا کھاؤں جبکہ میری عمر باقی نہیں ہے (مگر مختصر وقت۔)

زاہد لوگ کہاں ہیں؟

۲۲......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سنا جو کہہ رہا تھا "أَيْنَ الزَّاهِدُونَ فِي الدُّنْيَا الرَّاغِبُونَ فِي الْآخِرَةِ؟" دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں رغبت رکھنے والے کہاں ہیں؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبر دکھائی اور کہا: عَنْ هَؤُلَاءِ تَسْأَلُ" انکے بارے میں تم پوچھ رہے ہو۔ ❷

دنیا آخرت کو تباہ کرنے والی ہے

۲۳......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے گوبر کے ڈھیر کی طرف دیکھ کر فرمایا:

إِنَّ هَذِهِ لَمُذْهِبَةُ دُنْيَاكُمْ وَآخِرَتِكُمْ. ❸

ترجمہ: یقیناً یہ تمھاری دنیا تمھاری آخرت کو لے ڈوبنے والی ہے۔

جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا جائے اُس کی علامات

۲۴......حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ الزهد والرقاق لابن المبارك :باب في طلب الحلال، ج ا ص ۲۱۳، الرقم :۶۰۵

❷ حلية الأولياء: المهاجرون من الصحابه، ترجمة: عبد الله بن عمر رضى الله عنه ، ج ا ص ۳۰۶

❸ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج ۱۳ ص ۲۰۹، رقم الحديث: ۱۰۲۰۴

إِذَا أَرَادَ اللَّـهُ تَعَالَى بِعَبْدٍ خَيْرًا جَعَلَ فِيهِ ثَلَاثَ خِلَالٍ :فِقْهٌ فِي الدِّينِ وَزَهَادَةٌ فِي الدُّنْيَا وَبَصَرٌ بِعُيُوبِهِ. ❶

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کیساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسمیں تین خصلتیں پیدا کردیتے ہیں، دین کی سمجھ، دنیا سے بے رغبتی اور اپنے عیوب پر نظر۔

دنیا سے بے رغبت ہونا قلب و بدن کو راحت دیتا ہے

۲۵......حضرت عبداللہ داری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الزُّهْدَ فِي الدُّنْيَا يُرِيحُ الْقَلْبَ وَالْبَدَنَ وَإِنَّ الرَّغْبَةَ فِي الدُّنْيَا تُكْثِرُ الْهَمَّ وَالْحُزْنَ وَإِنَّ الشِّبَعَ يُقَسِّي الْقَلْبَ وَيُفَتِّرُ الْبَدَنَ. ❷

ترجمہ: دنیا سے بے رغبت ہونا دل اور بدن کو راحت دیتا ہے، اور دنیا میں رغبت کرنا فکر وغم کو طوالت دیتا ہے، اور زیادہ کھانا کھانا دل کو سخت اور بدن کو سست کردیتا ہے۔

زہد کسے کہتے ہیں

۲٦......ایک مرتبہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے دنیا میں زہد کی تعریف کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا:

مَنْ إِذَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ نِعْمَةً فَشَكَرَهَا وَابْتُلِيَ بِبَلِيَّةٍ فَصَبَرَ فَذَلِكَ الزُّهْدُ. ❸

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر انعام کرے اور وہ اس پر شکر کرے اور جب مصیبت میں مبتلا کیا جائے تو وہ صبر کرلے تو یہی زہد ہے۔

---

❶حلية الأولياء :فمن الطبقة الأولى من التابعين،ترجمة:محمد بن كعب القرظي، ج۳ص ۲۱۳

❷حلية الأولياء :ذكر طوائف من جماهير النساك والعباد، ترجمة: جعفر الضبعي، ج٦ ص ۲۸۸

❸حلية الأولياء:ترجمة: سفيان بن عيينة، ج۷ص ۲۷۳

دنیا کی کثرت غم وفکر اور حرص کے بڑھنے کا ذریعہ ہے

۲۷......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْطَى أَحَدٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَيُقَالُ لَهُ: هَاكَ مِثْلَيْهِ مِنَ الْحِرْصِ مِثْلَيْهِ مِنَ الشُّغْلِ وَمِثْلَيْهِ مِنَ الْهَمِّ، وَلَا يُعْطَى شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَنَقَصَ مِنْ آخِرَتِهِ، فَلَا وَاللَّهِ مَا تَأْخُذُ إِلَّا مِنْ كِيسِكَ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَقْلِلْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَكْثِرْ. ❶

ترجمہ: کسی بھی شخص کو دنیا میں سے کچھ نہیں دیا جاتا مگر اس سے کہا جاتا ہے یہ لیجئے اس سے ڈبل حرص اور اس سے دگنی شغل ومصروفیت اور اس سے دگنا غم وفکر تمہیں دیا گیا ہے، اور کسی کو دنیا میں سے کچھ نہیں دیا جاتا مگر اس کے آخرت میں سے درجات کم ہوتے ہیں، پس اللہ کی قسم! کچھ بھی نہیں جاتا مگر تیرے جیب سے، لہذا آپ چاہے تو کم کریں اور چاہے تو اور زیادہ کریں۔

دنیا سے بے رغبتی کامیابی کا ذریعہ ہے

۲۸......امام ابو واقد لیثی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَابَعْنَا الْأَعْمَالَ، فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا أَبْلَغَ فِي طَلَبِ الْآخِرَةِ مِنَ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا. ❷

ترجمہ: ہم نے اعمال کا تحقیقی جائزہ لیا، پس ہم نے آخرت کے طلب کیلئے دنیا سے بے رغبتی سے بڑھ کر کوئی شئی کامیاب نہیں پائی۔

لوگوں نے پانی اور گارے کو اونچا کردیا ہے

۲۹......حضرت عباد بن راشد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت حسن رحمہ اللہ

---

❶ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص۲۰۵، رقم الحديث: ۱۰۱۹۵

❷ الزهد لأبی داود: ج۱ ص۳۲۲، الرقم: ۳۷۰

کیساتھ باہر نکلے، انہوں نے ایک بلند عمارت پرنظر ڈالی اور فرمایا:

يَا سُبْحَانَ اللّٰهِ رَفَعُوا الطِّينَ، وَوَضَعُوا الدِّينَ، رَكِبُوا الْبَرَاذِينَ، وَاتَّخَذُوا الْبَسَاتِينَ، وَتَشَبَّهُوا بِالدَّهَاقِينَ، فَذَرْهُمْ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ. ❶

ترجمہ: اے سبحان اللہ! ان لوگوں نے کیچڑ وگارے کو اونچا کردیا ہے اور دین کو نیچے کردیا ہے، خچروں پر سوار ہوگئے ہیں اور باغ حاصل کرلیے ہیں اور کسانوں کیساتھ مشابہت اختیار کرلی ہے، پس انکو اپنی حالت پر چھوڑ و یہ لوگ عنقریب جان لیں گے۔

محل کے بدلے ایک روٹی مل جائے

۳۰...... حضرت حسن رحمہ اللہ اوس کے محل پر گزرے، لوگوں سے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ لوگوں نے کہا: اوس کا، تو فرمانے لگے:

عَلَيَّ وُدُّ أَوْسٍ إِنَّ هَذِهِ الْقَصْرُ خَيْرُ الْآخِرَةِ رَغِيفٌ. ❷

ترجمہ: اوس آخرت میں یہ پسند کرے گا کہ اس محل کے بدلے اسکو ایک روٹی مل جائے۔

ہم دنیا میں تھوڑے وقت کیلئے آئے ہیں

۳۱...... حضرت مالک بن یخامر رحمہ اللہ کے پاس کچھ لوگ عیادت کرنے آئے اور کہا: آپ کا گھر شہر کی اچھی جگہ واقع ہے، اگر آپ اسکو اچھا بنالیں تو کیا ہی اچھا ہوگا۔ انہوں نے فرمایا:

إِنَّمَا نَحْنُ سَفْرٌ نَازِلُونَ، نَزَلْنَا لِلْمَقِيلِ، فَإِذَا بَرَدُ النَّهَارِ وَهَبَّتِ الرِّيحُ ارْتَحَلْنَا، وَلَا أُعَالِجُ مِنْهَا شَيْئًا حَتَّى أَرْحَلَ مِنْهَا. ❸

❶ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص۲۴۶، رقم الحديث: ۱۰۲۷۶

❷ قصر الأمل لابن أبي الدنيا: باب البناء وذمه، ص۲۱۰، الرقم: ۳۴۵

❸ قصر الأمل لابن أبي الدنيا: باب البناء وذمه، ج۱ ص۲۰۹، الرقم: ۳۴۳

ترجمہ: ہم لوگ مسافر اترے ہیں، ہم قیلولہ کے لیے اترے ہیں، جب دن ٹھنڈا ہوجائے اور ہوا چل جائے تو ہم کوچ کر جائیں گے، میں یہاں کوئی چیز نہیں بناؤں گا حتی کہ یہاں سے ایسا ہی کوچ کر جاؤں گا۔

اگر موت اور قبر کی تاریکی نہ ہوتی تو دنیا میں رغبت کرتا

۳۲......حضرت ابن مطیع رحمہ اللہ نے ایک دن اپنے گھر کی طرف دیکھا تو انکو اسکی خوبصورتی اور حسن پسند آیا تو رو پڑے اور کہا:

وَاللَّهِ لَوْلَا الْمَوْتُ لَكُنْتُ بِكِ مَسْرُورًا، وَلَوْلَا مَا نَصِيرُ إِلَيْهِ مِنْ ضِيقِ الْقُبُورِ لَقَرَّتْ بِالدُّنْيَا أَعْيُنُنَا. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! اگر موت نہیں ہوتی تو میں تیرے ساتھ خوش ہوجاتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ قبر کی تنگی کے وقت ہمارا کوئی مددگار نہ ہوگا تو دنیا کیساتھ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتیں۔

کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر رو پڑے اور انتہائی شدید روئے یہاں تک انکی چیخیں نکل گئیں۔

دنیا سے بے رغبتی کسے کہتے ہیں

۳۳......حضرت یونس بن میسرہ جبلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ، وَلَا بِإِضَاعَةِ الْمَالِ، وَلَكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا أَنْ تَكُونَ بِمَا فِي يَدِ اللَّهِ أَوْثَقَ مِنْكَ بِمَا فِي يَدَيْكَ، وَأَنْ يَكُونَ حَالُكَ فِي الْمُصِيبَةِ وَحَالُكَ إِذَا لَمْ تُصَبْ بِهَا سَوَاءً، وَأَنْ يَكُونَ مَادِحُكَ وَذَامُّكَ فِي الْحَقِّ سَوَاءً. ❷

❶ قصر الأمل لابن أبی الدنیا: باب البناء وذمه، ص ۱۷٦، الرقم: ۲۷۲

❷ الزهد لابن أبی الدنیا: ص ٦۳، الرقم: ۱۰۷

ترجمہ: دنیا کا زہد یہ نہیں کہ آدمی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لے اور نہ یہ ہے کہ اپنا مال تباہ کر دے، لیکن زہد اور درویشی یہ ہے کہ آدمی کو اس مال پر جو اس کے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ بھروسہ نہ ہو جتنا اس مال پر ہے جو اللہ کے ہاتھ میں ہے، اور دنیا میں جب کوئی مصیبت آئے تو اس سے زیادہ خوش ہو بنسبت اس کے کہ مصیبت نہ آئے دنیا میں اور آخرت کے لئے اٹھا رکھی جائے۔

زہد کی تین قسمیں

۳۴......حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلزُّهْدُ ثَلَاثَةُ أَصْنَافٍ فَزُهْدُ فَرْضٌ وَزُهْدُ فَضْلٌ وَزُهْدُ سَلَامَةٌ فَالْفَرْضُ الزُّهْدُ فِي الْحَرَامِ وَالْفَضْلُ الزُّهْدُ فِي الْحَلَالِ وَالسَّلَامَةُ الزُّهْدُ فِي الشُّبُهَاتِ. ❶

ترجمہ: زہد کی تین قسمیں ہیں: زہد فرض، زہد فضیلت اور زہد سلامتی۔ فرض زہد حرام اشیاء میں بے رغبتی اختیار کرنا، زہد فضیلت حلال اشیاء میں بے رغبتی اختیار کرنا اور زہد سلامتی مشتبہ اشیاء میں بے رغبتی اختیار کرنا ہے۔

دنیا کی نعمتوں کے حصول میں امید اور خوف کی کیفیت ہونی چاہیے

۳۵......حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ صِدْقِ الزُّهْدِ إِذَا أَقْبَلَتِ الدُّنْيَا إِلَيْكَ خِفْتَ أَنْ يَكُونَ حَظُّكَ مِنْ آخِرَتِكَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ خِفْتَ أَنْ يَكُونَ حِرْمَانًا، ثُمَّ إِنْ أَعْطَاكَهُ عَنْ غَيْرِ طَمَعٍ وَاسْتِشْرَافِ نَفْسٍ أَخَذْتَهُ مِنَ اللَّهِ تَعَبُّدًا، وَإِنْ مَنَعَكَ لَمْ يَزِدْ خِلَافُهُ وَحَقِيقَتُهُ أَنْ تُؤْثِرَ رِضَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ وَحَلَاوَةَ ذِكْرِ اللَّهِ

❶ حلية الأولياء: ذكر طوائف من جماهير النسك والعباد، ترجمة: ابراهيم بن أدهم، ج۸ ص ۲۶

فِی فَرَاغِ قَلْبِکَ. قَالَ: وَالزُّھْدُ فِی الْحَرَامِ فَرِیضَۃٌ، وَفِی الْمُبَاحِ فَضِیلَۃٌ، وَفِی الْحَلَالِ قُرْبَۃٌ. ❶

ترجمہ: یہ بات سچے زہد میں سے ہے کہ دنیا جب تیری طرف آئے تو آپ کو یہ خوف پیدا ہو جائے کہ کہیں یہ آپ کی آخرت کے نعمتوں کے بدلے اور عوض تو نہیں، اور جب دنیا آپ سے پیچھے ہو جائے تو یہ خوف پیدا ہو جائے کہ کہیں یہ اللہ کی نعمت سے محرومی تو نہیں، پھر اگر اللہ تعالی دنیا عطا کر دے بغیر طمع ولالچ کے اور بغیر نفس کے شدید طلب کے تو اسکو اللہ کی طرف سے بطورِ عبادت سمجھتے ہوئے لے لیں، اگر اللہ وہ چیز نہ دے تو اسکے برخلاف میں اضافہ نہ ہوگا، اسکی حقیت یہ ہے کہ آپ اللہ کی رضا اور آخرت کو ترجیح دیجئے تو اللہ کی ذکر کی حلاوت اور مٹھاس دل میں پیدا ہوگی۔ اور فرمایا: حرام اشیاء میں زہد فرض ہے اور مباح میں فضیلت ہے اور حلال میں قربت ہے۔

دنیا کی محبت شرک کا ذریعہ بن گئی

۳۶...... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاللّٰہِ لَقَدْ عَبَدَتْ بَنُو إِسْرَائِیلَ الْأَصْنَامَ بَعْدَ عِبَادَتِھِمْ لِلرَّحْمٰنِ تَعَالٰی بِحُبِّھِمُ الدُّنْیَا. ❷

ترجمہ: اللہ کی قسم! پہلے بنو اسرائیل رحمان کی عبادت کرتے تھے لیکن جب انکے دلوں میں دنیا کی محبت غالب آئی تو انہوں نے بتوں کی پرستش شروع کر دی۔

میرے نزدیک حلال دنیا بھی مردار کی مانند ہے

۳۷...... حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ شعب الإیمان: الزھد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۲۵۲، رقم الحدیث: ۱۰۲۹۲

❷ حلیۃ الأولیاء: فمن الطبقۃ الأولی من التابعین، ترجمۃ: الحسن البصری، ج ۲ ص ۱۵۶

لَوُ أَنَّ الدُّنْيَابِحَذَافِيرِهَا عُرِضَتْ عَلَيَّ حَلاَلًا لَا أُحَاسَبُ بِهَا فِي الْآخِرَةِ لَكُنتُ أَتَقَذَّرُهَا كَمَا يَتَقَذَّرُ أَحَدُكُمُ الْجِيفَةَ إِذَا مَرَّ بِهَا أَنْ تُصِيبَ ثَوْبَهُ. ❶

ترجمہ: اگر تمام دنیا مجھے حلال طریقے سے مل جائے اور آخرت میں محاسبہ کا خوف بھی نہ ہو تب بھی میں اس سے اتنی نفرت کروں جتنی تم سڑے ہوئے مردہ جانور سے کرتے ہو اور اس سے بچ کر چلتے ہو کہ کہیں اس کی نجاست سے تمہارے کپڑے آلودہ نہ ہو جائیں۔

دنیا سونے کی ہو پھر بھی فنا ہونے والی ہے

۳۸...... حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوُ كَانَتِ الدُّنْيَا مِنْ ذَهَبٍ يَفْنَى وَالْآخِرَةُ مِنْ خَزَفٍ يَبْقَى لَكَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَن نَّخْتَارَ خَزَفًا يَبْقَى عَلَى ذَهَبٍ يَفْنَى فَكَيْفَ وَقَدِ اخْتَرْنَا خَزَفًا يَفْنَى عَلَى ذَهَبٍ يَبْقَى. ❷

ترجمہ: اگر دنیا سونے کی ہوتی تب بھی اسے فنا ہونا تھا، اور آخرت سنگریزوں کی ہوتی تب بھی اسے باقی رہنا تھا، ہم نے فنا ہونے والے سنگریزوں کو باقی رہنے والے سونے پر ترجیح دی ہے۔

دنیا کی فکر جتنی بڑھتی ہے آخرت کی فکر کم ہوتی ہے

۳۹...... حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بِقَدْرِ مَاتَحْزَنُ لِلدُّنْيَايَخْرُجُ هَمُّ الْآخِرَةِ مِنْ قَلْبِكَ وَبِقَدْرِ مَاتَحْزَنُ

❶ حلية الأولياء: فمن الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: الفضيل بن عياض، ج۸ ص ۸۹

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج۳ ص ۲۰۷

لِلْآخِرَةِ يَخْرُجُ هُمُّ الدُّنْيَامِنْ قَلْبِكَ. ❶

ترجمہ: جتنا تم دنیا کے لیے غم کروگے اتنا ہی آخرت کے لیے فکر کم ہوگی، اور جتنا تمہیں آخرت کی فکر ہوگی اتنا ہی دنیا کا غم کم ہوگا۔

ہم دین کو نقصان پہنچا کر دنیا کو سنوارتے ہیں

۴۰......حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے دنیا کا حال دریافت کیا گیا، تو انہوں جواب میں اشعار کہے:

نُرقِعُ دُنْيَانَا بِتَمْزِيْقِ دِيْنِنَا فَلا دِيْنُنَا يَبْقَى وَلَا مَا نُرَقِّعُ

فَطُوبَى لِعَبْدٍ آثَرَ اللَّه وَحْدَهُ وَجَادَ بِدُنْيَاه لِمَا يُتَوَقَّعُ. ❷

ترجمہ: ہم اپنے دین کو پھاڑ کر دنیا کو سیتے ہیں، نہ ہمارا دین باقی رہے گا اور نہ دنیا۔ خوش خبری ہو اس بندے کیلئے جس نے اپنے رب کو اختیار کیا اور متوقع چیز (ثواب آخرت) کے لیے اپنی دنیا قربان کردی۔

فکر دنیا کا بڑھنا اور آخرت کا کم ہونا غم کی علامت ہے

۴۱......حضرت سعید بن مسعود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَارَأَيْتَ الْعَبْدَ تَزْدَادُ دُنْيَاهُ وَتَنْقُصُ آخِرَتُهُ وَهُوَ بِهِ رَاضٍ فَذَلِكَ الْمَغْبُوْنُ الَّذِىْ يَلْعَبُ بِوَجْهِهِ وَهُوَ لَايَشْعُرُ. ❸

ترجمہ: جب تو کسی ایسے شخص کو دیکھے جسکی دنیا بڑھ رہی ہے اور دین کم ہو رہا ہے اور وہ اس پر راضی بھی ہے تو وہ شخص بڑے خسارے میں ہے، اپنی زندگی سے کھیل رہا ہے اور اسکا ذرا احساس نہیں ہے۔

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج٣ص ٢٠٨

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج٣ص ٢٠٧

❸ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج٣ص ٢٠٩

حضراتِ صحابہ کرام کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اپنی بیماری کے دوران) پانی مانگا، تو آپ کو ایک برتن دیا گیا جس میں شہد ملا پانی تھا، جب آپ نے اسے اپنے منہ کے قریب کیا تو رو پڑے اور ارد گرد والوں کو بھی رلایا، پھر آپ تو خاموش ہو گئے مگر لوگ خاموش نہ ہوئے، پھر دوبارہ منہ کی طرف کیا تو رو پڑے حتّٰی کہ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آپ سے اس بارے میں سوال بھی نہ کر سکیں گے، پھر آپ نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور افاقہ ہوا، تب لوگوں نے پوچھا: اس رونے پر آپ کو کسی چیز نے ابھارا؟ فرمایا ایک دفعہ جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ سے کسی چیز کو ہٹانے لگے اور فرمانے لگے مجھ سے ہٹ جا! دور ہو جا! حالانکہ میں آپ کے ساتھ کسی کو بھی نہیں دیکھ رہا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو اپنے آپ سے کوئی چیز ہٹاتے دیکھا، حالانکہ میں آپ کے ساتھ کسی کو بھی نہیں دیکھتا؟ ارشاد فرمایا:

هَـذِهِ الدُّنيَا تَمَثَّلَتْ لِي بِمَا فِيهَا، فَقُلْتُ لَهَا: إِلَيكِ عَنِّي فَتَنَحَّتْ وَقَالَتْ: أَمَـا وَالـلَّهِ لَئِنِ انْفَلَتَّ مِنِّي لَا يَنْفَلِتُ مِنِّي مَنْ بَعْدَكَ فَخَشِيتُ أَنْ تَكُونَ قَدْ لَحِقَتْنِي. ❶

ترجمہ: یہ دنیا ہے جو متشکل ہو کر آئی تو میں نے اس سے کہا: مجھ سے دور ہٹ جا تو وہ ہٹ گئی، اور کہا اللہ کی قسم! آپ تو مجھ سے بچ گئے مگر آپ کے بعد والے لوگ نہیں بچ

❶ حلية الأولياء: ترجمة: أبو بكر الصديق، ج ١ ص ٣٠/شعب الإيمان: كتاب الزهد وقصر الأمل، ج ١٣ ص ١٦٣، رقم الحديث: ١٠١١٢

سکیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے اب مجھے خوف ہوا کہ کہیں دنیا مجھے چمٹ گئی ہے، پس یہ ہے جس نے مجھے رلایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زہد وقناعت

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کی اہلیہ نے کہا: میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی میٹھی چیز کھائیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں تمھارے لیے یہ خرید سکوں، آپ کی اہلیہ نے فرمایا: میں روزانہ کے کھانے کی مقدار میں سے تھوڑی تھوڑی رقم بچالیا کروں گی، کچھ دنوں میں اتنی رقم جمع ہو جائے گی ہم وہ میٹھی چیز کھائیں گے، آپ کی اہلیہ نے کئی روز میں اتنی رقم جمع کر لی جو اس میٹھی چیز یعنی حلوے کے لیے کافی ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو جب یہ پتہ چلا تو فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اتنی رقم ہمیں بیت المال سے زیادہ ملتی ہے، اس کے بغیر بھی ہمارا گذر بسر ہو سکتا ہے، لہذا وہ زائد رقم جو اہلیہ نے جمع کی تھی بیت المال میں جمع کرائی، اور آپ جو بیت المال سے وظیفہ لیتے تھے اس میں اتنی رقم اپنے معاوضہ میں سے کم کر دی کہ یہ ہماری ضرورت سے زائد ہے اور اپنا وظیفہ کم کر دیا۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرغوبہ چیزوں کی طرف توجہ نہ کرنا

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو شہد ملا پانی پیش کیا گیا، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں قیامت کے دن (ان لذیذ چیزوں) کا حساب نہیں دے سکتا، عموماً جب آپ کے سامنے عمدہ کھانے اور مرغوبات پیش کئے جاتے تو اس موقع پر آپ فرماتے تھے کہ یہ پاکیزہ ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اللہ جل شانہ نے لوگوں کی خواہشات نفس پر برائی کی ہے، ارشادِ ربانی ہے "أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ

❶ أشهر مشاهير الإسلام: ترجمة: أبوبكر صديق رضى الله عنه، ج ۱ ص ۹۳

الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا" تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کا خوب فائدہ لے چکے، اس لئے مجھے خوف ہے کہ کہیں ہمیں ہماری نیکیوں کا صلہ دنیا میں ہی نہ دے دیا جائے، پس آپ نے اسے نہیں پیا۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دستور عمل کا سب سے زریں صفحہ اتباع سنت تھا، وہ خورد ونوش، لباس ووضع، نشست وبرخاست غرض ہر چیز میں اُسوہ حسنہ کو پیش نظر رکھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ زندگی فقر وفاقہ سے بسر کی تھی، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روم وایران کی شہنشاہی ملنے کے بعد بھی فقر وفاقہ کی زندگی کا ساتھ نہ چھوڑا، ایک دفعہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ نے خوش حالی عطا فرمائی ہے، اس لیے آپ کو نرم لباس اور نفیس غذا سے پرہیز نہ کرنا چاہیے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جانِ پدر! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عسرت اور تنگ حالی کو بھول گئیں، خدا کی قسم! میں اپنے آقا کے نقش پر چلوں گا تاکہ آخرت کی فراغت اور خوش حالی نصیب ہو، اس کے بعد دیر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عسرت کا تذکرہ کرتے رہے، یہاں تک کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بے تاب ہو کر رونے لگیں۔ ❷

عیش وعشرت اور لذیذ کھانوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتناب

ایک دفعہ یزید بن ابی سفیان کی ساتھ شریک طعام ہوئے، معمولی کھانے کے بعد دستر خوان پر عجیب عمدہ کھانے لائے گئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا:

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج٣ ص ٢٤٣ / تاریخ مدینة دمشق: ج ٤٤ ص ٢٩٨

❷ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ذکر استخلاف عمر رضی اللّٰه عنه، ج٣ ص ٢١٠ / حلیة الأولیاء: عمر بن الخطاب، ج ١ ص ٤٨

وَالَّذِی نَفْسُ عُمَرَ بِیَدِهِ،لَئِنْ خَالَفْتُمْ عَنْ سُنَّتِهِمْ لَیُخَالِفَنَّ بِكُمْ عَنْ طَرِیقَتِهِمْ. ❶

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے، اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے ہٹ جاؤ گے تو خدا تم کو جادہ مستقیم سے منحرف کر دے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سادگی اور دنیا سے بے رغبتی

مسجد آخر تک بھری ہوئی تھی، لوگ سوالیہ نظروں سے باہم تبادلہ خیالات کرنے لگے کہ امیر المؤمنین کو آنے میں تاخیر کیوں ہوگئی، وہ کہاں ہیں؟ چند لمحوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پر چڑھنے کے بعد لوگوں سے معذرت خواہی کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّمَا حَبَسَنِی غَسْلُ ثَوْبِی هَذَا كَانَ یُغْسَلُ وَلَمْ یَكُنْ لِی ثَوْبٌ غَیْرُهُ. ❷

ترجمہ: میں اصل میں اپنے یہ کپڑے دھو رہا تھا اور میرے پاس اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں تھا، اس وجہ سے مجھے تاخیر ہوگئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زہد وقناعت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دنیا اور حرص سے طبعی نفرت تھی، یہاں تک کہ خود ان کے ہم مرتبہ معاصرین کو اعتراف تھا کہ وہ زہد وقناعت کے میدان میں سب سے آگے ہیں، حضرت طلحہ کا بیان ہے کہ قدامت اسلام اور ہجرت کے لحاظ سے بہت سے لوگوں کو عمر بن الخطاب پر فوقیت حاصل ہے، لیکن زہد وقناعت میں وہ سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ

---

❶ الزهد لابن المبارك: باب ما جاء فی الفقر، ج ١ ص ٢٠٣، رقم: ٥٧٨

❷ الزهد لأحمد بن حنبل: زهد عمر بن الخطاب، ص ١٠٢، رقم: ٦٥٥

دینا چاہتے تو وہ عرض کرتے کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند لوگ موجود ہیں جو اس عطیہ کے زیادہ مستحق ہیں، آپ ان کو دے دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ، فَكُلْ وَتَصَدَّقْ. ❶

ترجمہ: انسان کو اگر بے طلب مل جائے تو لے لے، پھر چاہے تو استعمال کر لے اور چاہے تو صدقہ کر دے۔

ایام خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرزِ زندگی

ایک دفعہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے کہا: امیر المؤمنین! اب اللہ تعالی نے کشادگی عطا کی ہے، بادشاہوں کے سفراء اور عرب کے وفود آتے رہتے ہیں، اس لیے آپ کو اپنے طرزِ معاشرت میں تغیر کرنا چاہیے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: افسوس تم دونوں امہات المؤمنین ہو کر دنیا طلی کی ترغیب دیتی ہو، عائشہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کو بھول گئیں کہ تمہارے گھر میں صرف ایک کپڑا تھا، جس کو دن میں بچھاتے تھے اور رات کو اوڑھتے تھے۔ حفصہ تم کو یاد نہیں ہے کہ ایک دفعہ تم نے فرش کو دوہرا کر کے بچھا دیا تھا اس کی نرمی کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر سوتے رہے، بلال نے اذان دی تو آنکھ کھلی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا حَفْصَة! مَاذَا صَنَعْتِ؟ أثنيت لي المهاد ليلتي حتى ذهب بي النوم الى الصباح. ❷

ترجمہ: حفصہ تم نے یہ کیا کیا کہ فرش کو دوہرا کر دیا کہ میں صبح تک سوتا رہا، (مجھے دنیاوی راحت سے کیا تعلق ہے اور فرش کی نرمی کی وجہ سے تو نے مجھے غافل کر دیا۔)

❶ صحیح مسلم: کتاب الزکوۃ، باب إباحة الأخذ لمن أعطى من غير مسألة، رقم الحديث: ١٠٤٥

❷ كنز العمال: فضائل الفاروق، زهده، ج ١٢ ص ٦٤٠، رقم: ٣٥٩٥٩

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سادہ اور معمولی غذا استعمال کرنا

غذا بھی عموماً نہایت سادہ ہوتی تھی، معمولی روٹی اور روغن زیتون دستر خوان پر ہوتا تھا، روٹی اگر چہ گیہوں کی ہوتی تھی لیکن آٹا چھانا نہیں جاتا تھا، مہمان یا سفراء آتے تو کھانے کی ان کو تکلیف ہوتی تھی، کیوں کہ وہ ایسی سادہ اور معمولی غذا کے عادی نہیں ہوتے تھے۔

حفص بن ابی العاص اکثر کھانے کے وقت موجود ہوتے تھے لیکن شریک نہیں ہوتے تھے، ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی تو کہا کہ آپ کے دستر خوان پر ایسی سادہ اور معمولی غذا ہوتی ہے کہ ہم لوگ اپنے لذیذ اور نفیس کھانوں پر اس کو ترجیح نہیں دے سکتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں قیمتی اور لذیذ کھانے کھانے کی استطاعت نہیں رکھتا؟

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ لَوْلا أَنْ تَنْتَقِصَ حَسَنَاتِی لَشَارَکْتُکُمْ فِی لِینِ عَیْشِکُمْ. ❶

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر قیامت کے دن نیکیوں کے کم ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں بھی تم لوگوں کی طرح دنیاوی عیش وعشرت کا دلدادہ ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر شخص کو اپنی طرح زہد اور سادگی کی حالت میں دیکھنا چاہتے تھے، وقتاً فوقتاً عمال اور حکام کو ہدایت کرتے رہتے تھے کہ رومیوں اور عجمیوں کی طرزِ معاشرت اختیار نہ کریں، سفر شام میں جب انہوں نے افسروں کو اس وضع میں دیکھا

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج٣ص ٢١٢/تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: حفص بن أبي العاص بن بشر، ج١٤ ص ٤١٥

کہ بدن پر حریر و دیباج کے حلے اور پر تکلف قبائیں ہیں اور وہ اپنی زرق برق پوشاک اور ظاہری شان وشوکت سے بھی معلوم ہوتے ہیں ، تو آپ کو اس قدر غصہ آیا کہ گھوڑے سے اتر پڑے اور سنگریزے اٹھا کر ان پر پھینکے اور فرمایا کہ اس قدر جلد تم نے عجمی عادتیں اختیار کرلیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھانے پینے کی لذتوں سے کوسوں دور

ایک دفعہ عتبہ بن فرقد شریک طعام تھے اور ابلا ہوا گوشت اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے زبردستی حلق سے نیچے اتار رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم سے نہیں کھایا جاتا تو نہ کھاؤ۔ عقبہ سے نہ رہا گیا، کہنے لگے: امیر المؤمنین! اگر آپ اپنے کھانے پینے اور پہنے میں کچھ زیادہ صرف کریں گے تو اس سے مسلمانوں کا مال کم نہ ہو جائے گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَيُحَكَ آكُلُ طَيِّبَاتِيُ فِيُ حَيَاتِي الدُّنُيَاوَأَسُتَمُتِعُ بِهَا. ❶

ترجمہ: افسوس تم پر! کیا میں دنیا کی زندگی عیش وعشرت اور لذیذ کھانوں میں گزار دوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط اور اہل وعیال کی زاہدانہ تربیت

ایک دفعہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے آپ کی زوجہ عاتکہ بنت زید کے پاس ہدیتاً ایک نفیس چادر بھیجی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا:

خُذُهَافَلَا حَاجَةَ لَنَافِيُهَا. ❷

ترجمہ: یہ لے لو ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ٤٤ ص ٢٩٦

❷ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ٣ ص ٢٣٤

اسی طرح ایک دفعہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے بیت المال کا جائزہ لیا تو وہاں صرف ایک درہم موجود تھا، انہوں نے اس خیال سے کہ یہ یہاں کیوں پڑا ہے اٹھا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو دیدیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے درہم واپس لے کر بیت المال میں جمع کیا اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا:

أما كان لك في المدينة أهل بيت أهون عليك من آل عمر؟ أردت أن لا تبقى أحد من أمة محمد صلى الله عليه وسلم إلا طالبنا بمظلمة في هذا الدرهم،فأخذ الدرهم فألقاه في بيت المال. ❶

ترجمہ: افسوس کہ تم کو مدینہ میں آلِ عمر کے سوا اور کوئی کمزور نظر نہ آیا، تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن تمام امتِ محمدیہ کا مطالبہ میری گردن پر ہو، آپ نے وہ درہم لیا اور بیت المال میں جمع کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خواہشات اور رغبتوں سے اجتناب

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ کے پاس آئے، دیکھا کہ ان کے سامنے گوشت رکھا ہے، آپ نے پوچھا یہ گوشت کیسا ہے؟ حضرت عبداللہ نے متردد ہو کر کہا کہ گوشت کھانے کو میرا جی چاہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹتے ہوئے فرمایا:

أَوَ كُلَّمَا اشْتَهَيْتَ شَيْئًا أَكَلْتَهُ؟ كَفَى بِالْمَرْءِ سَرَفًا أَنْ يَأْكُلَ كُلَّمَا اشْتَهَاهُ. ❷

---

❶ كنز العمال: فضائل الفاروق، ج ١٢ ص ٦٦٩، رقم: ٣٦٠٢٤

❷ الزهد لإمام أحمد: زهد عمر بن الخطاب، ج ١ ص ١٠٢، رقم: ٦٥١

ترجمہ: جس چیز کو بھی تمہارا جی چاہے گا تو کھاؤ گے؟ کسی شخص کے اسراف والا عمل کرنے کیلئے یہی کافی ہے کہ اسکو جو چیز بھی مرغوب ہو کھالے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زہد و سخاوت

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے جب مدینہ سے باہر رہنے کا ارادہ کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار فرمادیا، لیکن جب ان کا اصرار بڑھا تو اجازت دے دی:

فَخَطَّ بِهَا مَسْجِدًا، وَأَقْطَعَهُ عُثْمَانُ صِرْمَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَاهُ مَمْلُوكَيْنِ، وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ: أَنْ تَعَاهَدَ الْمَدِيْنَةَ حَتَّى لَا تَرْتَدَّ أَعْرَابِيًّا، فَفَعَلَ. ❶

ترجمہ: اور جاتے ہوئے انہیں اونٹوں کا ایک ریوڑ بھی دیا اور دو غلام بھی دیئے اور انہیں بھی کہا کہ تم مدینہ آیا جایا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بالکل اعرابی بن جاؤ، چنانچہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ ربذہ چلے گئے اور ایک مسجد بنائی اور مدینہ تشریف لایا کرتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

ابن التیاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے امیر المومنین! بیت المال زرد اور سفید مال سے بھر گیا ہے، (یعنی سونے اور چاندی سے) حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً اٹھے اور ابن التیاح کا سہارا لیے اور بیت المال پہنچے، یہاں پہنچ کر آپ نے سونے چاندی کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمایا:

يَا صَفْرَاءُ، يَا بَيْضَاءُ، غُرِّي غَيْرِي هَاوَهَا، حَتَّى مَا بَقِيَ فِيهِ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، ثُمَّ أَمَرَ بِنَضْحِهِ وَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ. ❷

❶ تاریخ الطبري: سنة ثلاثين، ج ۴ ص ۲۸۴

❷ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: أخبار أمير المؤمنين علی بن أبی طالب، ج ۱ ص ۵۳۱، رقم: ۸۸۴

ترجمہ: اے زرد مال! اے سفید مال! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے، اس کے بعد آپ نے وہ مال مسلمانوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا حتی کہ بیت المال میں ایک درہم یا ایک دینار بھی باقی نہ رہا، پھر آپ نے اس جگہ کو صاف کرنے اور پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور پھر وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سادہ اور پاکیزہ غذا

دو پہر کے وقت عکبر (بغداد کے قریب ایک شہر) کے عامل امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملنے حاضر ہوئے، تو دیکھا کہ بارگاہِ مرتضوی پر کوئی دربان ہی نہیں ہے جو اندر جانے سے لوگوں کو روکے، پھر انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور اندر تشریف لے گئے، جب اندر گئے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اکڑوں بیٹھے ہیں اور آپ کے سامنے پانی کا بھرا ہوا ایک برتن تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی لائی گئی، وہ آدمی دل میں کہنے لگا شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھے میری امانت داری پر کوئی انعام دیں گے، کوئی موتی یا قیمتی چیز عنایت فرمائیں گے، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اس تھیلی کو کھولا تو میں اس روٹی کے چند ٹکڑے تھے، آپ نے ان ٹکڑوں کو پیالہ میں ڈالا اور اس پر تھوڑا سا پانی انڈیلا، پھر اس آدمی سے فرمانے لگے: آؤ، میرے ساتھ کھانا کھاؤ، وہ آدمی بڑا متعجب ہوا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! آپ عراق میں رہ کر ایسا کرتے ہیں؟ اہل عراق کا کھانا تو اس سے بہت زیادہ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زاہدانہ انداز میں فرمایا: خدا کی قسم!

وَأَكْرَهُ أَنْ أُدْخِلَ بَطْنِي إِلَّا طَيِّبًا. (1)

ترجمہ: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنے پیٹ میں پاکیزہ مال کے سوا اور کچھ ڈالوں۔

(1) حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۸۲/تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۴۸۸

امیر المؤمنین ہوکر سادہ لباس پہنا

جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لے گئے تو عرب کے داناؤں میں سے ایک دانا آدمی حاضر خدمت ہوا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! آپ نے اپنے لیے کسی نرم اور اچھے لباس کا انتخاب کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کپڑا مجھ سے غرور وتکبر کو دور کرتا ہے اور نماز میں خشوع وخضوع کے لیے معاون ہے، اور یہ لوگوں کے لیے اچھا نمونہ ہے تاکہ لوگ اسراف اور تبذیر نہ کریں، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ.﴾ (القصص: ۸۳)

ترجمہ: یہ آخرت ہم انہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور اچھا انجام نیک لوگوں کے لیے ہے۔ [۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تنگدستی میں تلوار فروخت کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار میں تھے، فرمایا: میں اپنی تلوار بیچنا چاہتا ہوں، کون مجھ سے یہ تلوار خریدے گا؟

فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ لَطَالَمَا كَشَفْتُ بِهِ الْكَرْبَ عَنْ وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ كَانَ عِنْدِي ثَمَنُ إِزَارٍ مَا بِعْتُهُ. [۲]

ترجمہ: اس ذات کی قسم ہے جس نے دانے کو پھاڑا، میں نے اس کے ذریعہ بہت دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے مصائب کو دور کیا ہے، اگر میرے پاس ایک تہبند کی قیمت بھی ہوتی تو میں یہ تلوار نہ بیچتا۔

---

[۱] خلفاء الرسول صلى الله عليه وسلم: ص ۵۱۱، ۵۱۲

[۲] حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۸۳

دیکھیں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زندگی کتنی سادگی میں گزاری، گھر کے حالات ایسے بھی آئے کہ آپ کو اپنی تلوار فروخت کرنا پڑی، اس میں ہمارے لیے سبق ہے کہ انسان اپنی زندگی سادگی اور قناعت میں گزار دے، اور اپنے آپ کو حرام سے اور سوال کرنے سے بچائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

آپ کی زندگی کا یہ پہلا بھی بڑا ہی تابناک ہے کہ آپ کی دنیا سے بے رغبتی اور خشیت الٰہی ہمہ وقت موجود ہوتی تھی، انہوں نے پوری زندگی اس سادگی سے گزاری اور بسر کی کہ دیکھنے والوں کو تعجب ہوتا تھا۔ آپ کی سادگی، نفس کشی اور دنیا سے بے رغبتی کا اندازہ کریں، ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے اس حال میں نکلے کہ ایک تہبند باندھے ہوئے تھے اور ایک چادر سے جسم ڈھکے ہوئے تھے، تہبند کو کپڑے کے ایک چیتھڑے سے (کمر بند کی جگہ) باندھ رکھا تھا، ان سے کہا گیا آپ اس لباس میں کس طرح رہتے ہیں؟ تو فرمایا:

إِنَّ لَبُوسِي أَبْعَدُ مِنَ الْكِبْرِ، وَأَجْدَرُ أَنْ يَقْتَدِي بِيَ الْمُسْلِمُ. (1)

ترجمہ: یہ لباس اس لیے پسند کرتا ہوں کہ یہ تکبر ونمائش سے بہت دور ہے اور زیادہ مناسب ہے کہ کوئی مسلمان اس میں میری اقتدا کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پُر تعیش کھانوں سے گریز

حضرت عبداللہ بن شریک رحمہ اللہ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ فالودہ لایا گیا اور ان کے سامنے رکھا گیا تو فالودے کو مخاطب کر کے فرمایا:

---

(1) حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ١ ص ٨٢ / تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ٤٢ ص ٤٨٥

إِنَّکَ طَیِّبُ الرِّیحِ، حَسَنُ اللَّوْنِ، طَیِّبُ الطَّعْمِ، لٰکِنْ أَکْرَہُ أَنْ أُعَوِّدَ نَفْسِی مَا لَمْ تَعْتَدْہُ. ❶

ترجمہ: اے فالودے! تیری خوشبو بہت اچھی ہے اور رنگ بہت خوب صورت ہے اور ذائقہ بہت عمدہ ہے، لیکن مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ مجھے جس چیز کی عادت نہیں ہے میں خود کو اس کا عادی بناؤں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی زہدانہ زندگی

محمد بن منکدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حبیب بن مسلمہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف تین سو دینار بھیجے، اس وقت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام میں تھے، اور ساتھ کہا کہ اس سے اپنی ضروریات پوری کرو، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِرْجِعْ بِهَا إِلَیْهِ، مَا أَحَدٌ أَغْنَی بِاللّٰهِ مِنَّا، مَا لَنَا إِلَّا ظِلٌّ نَتَوَارَی بِهِ، وَثُلَّةٌ مِنْ غَنَمٍ تَرُوحُ عَلَیْنَا، وَمَوْلَاةٌ لَنَا تَصَدَّقَتْ عَلَیْنَا بِخِدْمَتِهَا، ثُمَّ إِنِّی لَأَتَخَوَّفُ الْفَضْلَ. ❷

ترجمہ: اسکو اسکی طرف دوبارہ لوٹاؤ، ہم سے بڑھ کر اللہ کیساتھ کوئی غنی نہیں ہے، ہمارے پاس صرف ایک سایہ ہے جسکے نیچے ہم سر چھپاتے ہیں، اور تین بکریاں ہیں جو شام کو ہمارے پاس آجاتی ہیں، اور ایک باندی ہے جو رضا کارانہ طور پر ہماری خدمت کرتی ہے، اسکے بعد اس سے زیادہ ہونے پر خوف کھاتا ہوں۔

اچھا ساز و سامان دائمی گھر بھیج دیتے ہیں

ایک شخص حضرت ابوذر رضی اللہ کے گھر آیا اور انکے گھر میں اپنی نظر گھمانے لگا اور

---

❶ حلیة الأولیاء: ترجمة: علی بن أبی طالب، ج ۱ ص ۸۱

❷ الزهد لابن أبی الدنیا: ص ۶۰، الرقم: ۹۸

پوچھنے لگے: اے ابوذر! آپ لوگوں کے گھر کا سامان کہاں ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''إِنَّ لَنَا بَيْتًا نُوَجِّهُ إِلَيْهِ صَالِحَ مَتَاعِنَا'' ہمارا دوسرا گھر ہے، ہم اچھا اچھا سامان وہاں بھیج دیتے ہیں، (یعنی صدقہ کرکے آخرت کے لئے بھیج دیتے ہیں،)اس شخص نے کہا: جب تک آپ یہاں ہیں تب تک سامان ہونا تو ضروری ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''إِنَّ صَاحِبَ الْمَنْزِلِ لَا يَدَعُنَا فِيهِ'' گھر کا مالک ہمیں (ہمیشہ) رہنے نہیں دے گا۔(تو یہ عارضی ٹھکانہ ہے یہاں کے لئے اتنا کافی ہے اور آخرت دائمی جگہ ہے اور وہاں ہمیشہ رہنا ہے تو وہاں کی فکر اور توشہ بھی زیادہ ہونا چاہیے۔)❶

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اہلِ شام تمہاری شکایت کرتے ہیں، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے مال کو اپنا مال کہنا مناسب نہیں ہے، اور دولت مندوں کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ مال و دولت کو جمع کریں، چنانچہ یہ لوگ میری اس بات سے اختلاف کرتے ہیں۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوذر:

عَلَيَّ أَنْ أَقْضِيَ مَا عَلَيَّ، وَآخُذُ مَا عَلَى الرَّعِيَّةِ، وَلَا أُجْبِرُهُمْ عَلَى الزُّهْدِ، وَأَنْ أَدْعُوَهُمْ إِلَى الْاِجْتِهَادِ وَالْاِقْتِصَادِ.❷

ترجمہ: میرا یہ فرض ہے کہ میں اپنے فرائض کو ادا کروں اور رعایا کے ذمہ جو واجبات

❶الزهد لابن أبي الدنيا: ص ۷۰،الرقم :۱۲۷

❷تاريخ الطبري: سنة ثلاثين، ج ۴ ص ۲۸۴

ہوں انہیں وصول کروں، اس لیے میں انہیں زاہد بننے پر مجبور نہیں کرسکتا، البتہ میں انہیں محنت کرنے اور کفایت شعار بننے کی تلقین کرسکتا ہوں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور انکی اہلیہ دنیا سے بے رغبتی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کندہ قبیلہ کی صواب نامی عورت سے شادی کی، جب اس کے پاس گئے تو دروازے پر رک کر اس عورت کو پکارا، تو اس نے کوئی جواب نہ دیا، آپ نے اس سے فرمایا: اے خاتون! کیا تو گونگی ہے یا بہری ہے کیا تو سنتی نہیں؟ اس نے جواب دیا: اے صحابی رسول! میں نہ تو گونگی ہوں نہ بہری ہوں لیکن دلہنیں بولنے سے حیاء کرتی ہیں۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو اس میں پردے لگے ہوئے تھے، قیمتی سامان رکھا ہوا تھا، ریشمی پردے موجود تھے، آپ نے فرمایا: اے خاتون! کیا تیرے گھر کو بخار ہے جو تو نے کپڑے اوڑھا رکھے ہیں یا کعبہ شریف قبیلہ کندہ میں آ گیا ہے۔ اس نے جواب دیا: اے صحابی رسول! ایسی تو کوئی بات نہیں، دلہنیں تو اپنے گھر کو سجاتی ہیں۔ پھر آپ نے سر اٹھایا تو نوکروں کو اپنے سامنے کھڑا پایا جو آپ کے پاس کھانا لائے تھے۔ تو آپ نے اسے دنیا سے بے رغبتی اور استغناء کا درس دیا اور آخرت کی طرف رغبت دلائی اور وعظ و نصیحت کی، تو آپ کی اہلیہ نے عرض کیا: اے صحابی رسول اللہ!

أُشْهِدُكَ أَنَّ كُلَّ مَافِي الْبَيْتِ صَدَقَةٌ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالَى، وَاكْفِنِي بُرًّا، أَكْفِكَ اشْتِغَالَ الْبَيْتِ وَمُحَاوَلَةَ الْعَيْشِ رَحِمَكَ اللّٰهُ وَاعَانَكِ. (۱)

ترجمہ: میں آپ کو گواہ بناتی ہوں کہ جو کچھ گھر میں ہے سب اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، میرے سارے غلام اللہ کی راہ میں آزاد ہیں، مجھے آپ تھوڑی سی گندم دے دیں میں

(۱) بحر الدموع: الفصل السابع عشر، ج ۱ ص ۷۸، ۷۹/ حلیة الأولیا: ج ۱ ص ۱۸۶/ تاریخ مدینة دمشق: ج ۲۱ ص ۴۲۷

آپ کے گھر کے کام کاج اور زندگی کی گزر بسر کی ضروریات کو پورا کرلوں گی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اللہ تم پر رحم فرمائے اور تمھاری مدد کرے۔

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کو بھول گئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کو گئے، دیکھا تو وہ رو رہے ہیں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: تم کیوں روتے ہو؟ بھائی! کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نہیں اٹھائی؟ کیا یہ بات تم میں نہیں ہے؟ (اِن کے اوصاف اور مناقب بیان کئے اور آخرت کا تذکرہ کیا) تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان دو باتوں میں سے ایک بات کی وجہ سے بھی نہیں روتا، نہ تو دنیا کی حرص کی وجہ سے بخیلی کی راہ سے اور نہ اس وجہ سے کہ میں آخرت کو برا جانتا ہوں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک نصیحت کی تھی اور میں دیکھتا ہوں کہ شاید میں نے اس کو پورا نہیں کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا نصیحت کی تھی؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

أَنَّهُ يَكْفِي أَحَدَكُمْ مِثْلُ زَادِ الرَّاكِبِ، وَلَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ تَعَدَّيْتُ. ❶

ترجمہ: تم میں سے ایک کو دنیا میں اس قدر کافی ہے جتنا سوار کو کافی ہوتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اس سے تجاوز کیا ہے۔

لیکن تو اے سعد! جب حکومت کرے تو اللہ سے ڈر کر کرنا اور جب تقسیم کرے تو اللہ سے ڈر کر کرنا اور جب کسی کام کا قصد کرے تو اللہ سے ڈر کر کرنا۔

---

❶ سنن ابن ماجة: كتاب الزهد، باب الزهد فى الدنيا، رقم الحديث: ۴۱۰۴

ثابت راوی نے کہا: مجھے خبر پہنچی کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے نہیں چھوڑا مگر بیس سے کچھ زائد دراہم، وہ ان کے خرچ میں سے ان کے پاس باقی رہ گئے تھے۔

اندازہ کریں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو گورنر بھی گزرے ہیں اور وفات کے وقت صرف بیس دراہم ہیں اور وہ ان کو بھی دنیا جمع کرنے سے تعبیر کررہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت پر عمل نہیں کرسکے اور ہم نے دنیا جمع کرلی، حالانکہ صرف بیس درہم ہیں، یہ زہد واستغناء، آج اگر ایک غریب شخص بھی انتقال ہوتو وہ بھی بہت سا ساز وسامان اور دنیا چھوڑ کر جاتا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ گورنر ہوکر تارکِ دنیا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام آئے تو بڑے بڑے امراء اور گورنروں سے ملاقات ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا بھائی کہاں ہے؟ لوگوں نے پوچھا: کونسا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوعبیدہ، لوگوں نے کہا: وہ ابھی آنے والے ہیں، چنانچہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اونٹی پر سوار ہوکر آئے اور سلام کیا اور لوگوں سے کہا: آپ سب اب چلے جائیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکے ساتھ انکے گھر تشریف لے گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکے گھر پر صرف تین چیزیں دیکھیں: تلوار، ڈھال اور اونٹنی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: بھائی! کچھ سامان بنوالو، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

إِنَّ هَذَا سَيُبَلِّغُنَا الْمَقِيلَ. ❶

ترجمہ: یہ ہمیں برخاستگی سے آگاہ کرے گا۔

اس واقعہ سے اندازہ کریں کہ وقت کے گورنر ہوکر کتنی سادگی اور زہد واستغناء کے ساتھ انہوں نے زندگی گزاری۔

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عامر بن عبد الله بن الجراح، ج ۲۵ ص ۴۸۰، رقم الترجمة: ۳۰۵۱

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو حمص کا امیر (گورنر) بنایا۔ ایک عرصہ بعد اہل حمص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے کہا: اپنے فقراء کے نام لکھ دو تا کہ ہم ان کی مدد کرسکیں۔ انہوں نے فقراء حمص کے نام لکھ کر پیش کیے تو ان میں ایک نام حضرت سعید بن عامر کا تھا۔ پوچھا کون سعید بن عامر؟ کہا: ہمارا امیر، پوچھا: تمہارا امیر فقیر ہے؟ کہا: جی ہاں! کئی دن گزر جاتے ہیں اور ان کے گھر میں آگ نہیں جلتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے اور ایک ہزار دینار ان کے لئے بھیجے۔ جب وہ دینار ان کو ملے تو یک دم ''اِنَّا لِلّٰہ'' پڑھنے لگے۔ بیوی نے کہا کیا بات ہے۔ امیر المؤمنین انتقال کر گئے؟ کہا: معاملہ اس سے بھی بڑھ کر ہے، دنیا میرے پاس آنے لگی، فتنہ میرے پاس آنے لگا، مجھ پر چھانے لگا۔ کہنے لگی اس کا تو حل ہے، راہِ خدا میں تقسیم کر دیجئے۔ چنانچہ اگلے دن وہ ساری رقم مجاہدین میں تقسیم کر دی۔ ❶

اسلافِ امت کے دنیا سے بے رغبتی کے پُرتاثیر واقعات

حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کی دنیا سے بے رغبتی

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ وقت ہشام بن عبدالملک کعبہ آئے تو حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ بھی وہاں موجود تھے، تو ہشام نے ان سے کہا: کوئی ضرورت ہو تو بتائیں، حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَسْتَحِيْ مِنَ اللّٰهِ أَنْ أَسْأَلَ فِيْ بَيْتِ اللّٰهِ غَيْرَ اللّٰهِ.

ترجمہ: مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں اللہ کے گھر میں غیر اللہ سے مانگوں۔

❶ أسد الغابة: ترجمة: سعيد بن عامر، ج ۲ ص ۴۸۳، رقم الترجمة: ۲۰۸۴

جب حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کعبہ سے باہر آئے تو ہشام بھی ان کے پیچھے آئے اور کہا: اب اللہ کے گھر سے باہر آ گئے ہو اب مانگو، حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے کہا: دین کی حاجت یا دینا کی حاجت مانگوں؟ ہشام نے کہا کہ دنیا کی حاجت مانگو، تو حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا:

مَاسَأَلْتُ مَن يَّمْلِكُهَافَكَيْفَ أَسْأَلُ مَنْ لَا يَمْلِكُهَا. ❶

ترجمہ: جو دنیا کی حاجتوں کا مالک ہے میں نے اس سے نہیں مانگا تو جو مالک نہیں ہے اس سے کیسے مانگوں؟

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عبدالملک بن مروان، عبداللہ بن زبیر، مصعب بن زبیر اور عروہ بن زبیر رحمہم اللہ، ایک مرتبہ مسجد حرام میں مل کر بیٹھے تو ان میں سے کسی نے کہا: آج آپس میں اپنی اپنی خواہشات کا اظہار کرنا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ابتداء کرتے ہوئے کہا: میری خواہش ہے کہ میں حرمین پر قبضہ کر کے خلافت حاصل کرلوں۔

حضرت مصعب بن زبیر رحمہ اللہ نے کہا: میری آرزو ہے کہ دونوں عراق پر قبضہ کرلوں اور قریش کی دو شریف زدیوں سکینہ بنت حسین اور عائشہ بنت طلحہ کہ اپنے عقد نکاح میں لے آؤں۔

عبدالملک بن مروان نے کہا: میری خواہش ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جانشین بن جاؤں اور ساری دنیا پر بادشاہت کروں۔

---

❶ صفة الصفوة: الطبقة الأولى، ترجمة: سالم بن عبداللّٰه بن عمر، ج ۱ ص ۳۵۳، رقم الترجمة: ۱۶۳

جب سب اپنی خواہشات کا اظہار کر چکے تو حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے کہا: تمہاری خواہشات تمھیں مبارک، میری تو صرف یہ تمنا ہے کہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں جنت کا پروانہ مل جائے اور مجھ سے اس علم (علم حدیث) کا فیضان جاری ہو جائے۔

تقدیر دیکھئے کہ ہر ایک کی خواہش وتمنا کی تکمیل ہوگئی اور ہر ایک نے اپنی آرزو کو پالیا۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ کو علم حدیث میں اللہ تعالی نے جو مقام عطا فرمایا اور ان کا جو فیض جاری ہوا وہ اہلِ علم جانتے ہیں۔ان کی یہ تمنا تو برآئی، دوسری تمنا جنت کی تھی، عبدالملک بن مروان کہا کرتا تھا جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ عروہ بن زبیر کو دیکھے (کیونکہ انہوں نے جنت کی خواہش کی تھی۔)❶

دنیا نے اپنے ہر چاہنے والے کو ہلاک کیا

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک مرتبہ دنیا زیب وزینت میں لپٹی ہوئی بڑھیا کی شکل میں آئی۔آپ نے پوچھا: تو نے کتنے نکاح کئے؟ بڑھیا: اس کا کوئی حساب وشمار نہیں ہے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تجھ سے نکاح کرنے والے سب تیرے سامنے ہی مر گئے یا انہوں نے تجھے طلاق دے دی؟ بڑھیا: ایسا نہیں ہوا، بلکہ میں نے ہی سب کو قتل کر ڈالا۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تیرے بقیہ شوہروں پر تف ہے کہ وہ ان مردوں سے نصیحت نہیں لیتے کہ تو کس طرح ایک ایک کر کے انہیں قتل کرتی ہے اس کے باوجود وہ نہیں ڈرتے۔❷

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: عروة بن الزبير، ج٣ص ٢٥٨/الوافی بالوفيات: ترجمة: عروة بن الزبير، ج ١٩ ص ١٦١

❷ إِحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج٣ص ٢١٥/التبصرة لابن الجوزي: ص ٣١

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زاہدنہ زندگی اور اولاد کو نصیحت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ، جب مرض الموت میں مبتلا تھے تو کسی نے کہا: امیر المؤمنین! آپ نے اس مال کو اپنے بیٹوں سے دور رکھا ہے، یہ فقیر و بے نوا ہیں، کچھ تو ان کے لئے چھوڑنا چاہیے تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے بیٹوں کو بلایا جن کی تعداد دس تھی، جب یہ حاضر ہوئے تو رونے لگے، پھر مخاطب ہو کر فرمایا:

يَا بَنِيَّ وَاللَّهِ مَا مَنَعْتُكُمْ حَقًّا هُوَ لَكُمْ، وَلَمْ أَكُنْ بِالَّذِي آخُذُ أَمْوَالَ النَّاسِ فَأَدْفَعُهَا إِلَيْكُمْ، وَإِنَّمَا أَنْتُمْ أَحَدُ رَجُلَيْنِ: إِمَّا صَالِحٌ، فَاللَّهُ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ، وَإِمَّا غَيْرُ صَالِحٍ، فَلَا أُخْلِفُ لَهُ مَا يَسْتَعِينُ بِهِ عَلَى مَعْصِيَةِ اللَّهِ، قُومُوا عَنِّي. ❶

ترجمہ: میرے بیٹو! جو تمہارا حق تھا وہ میں نے تم کو پورا پورا دے دیا ہے، کسی کو محروم نہیں رکھا اور لوگوں کا مال تم کو دے نہیں سکتا تم میں سے ہر ایک کا حال یہ ہے کہ یا تو وہ صالح ہوگا تو اللہ تعالیٰ صالح بندوں کا والی اور مددگار ہے، اور غیر صالح کے لئے میں کچھ چھوڑنا نہیں چاہتا کہ وہ اس مال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی معصیت میں مبتلا ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: بس تم سب جاؤ اتنا ہی کہنا چاہتا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک بڑے فرماں روا اور ایک وسیع مملکت کے مالک تھے، اس کے باوجود ان کی اولاد کو ان کے ترکہ میں سے بیس بیس درہم سے بھی کم ملے لیکن بعد میں میں نے دیکھا کہ ان کے یہ لڑکے اسی اسی گھوڑے فی سبیل اللہ دیتے تھے تاکہ مجاہدین اسلام ان پر سوار ہو کر جہاد کریں، اس کے برعکس سلیمان بن عبدالملک

❶ السياسة الشرعية: القسم الأول،، ج ١ ص ٩، ١٠ /البداية والنهاية: سنة إحدى ومائة، ترجمة: عمر بن عبدالعزيز، ج ٩ ص ٢٣٥، ٢٣٦

اور دیگر حکمران جنہوں نے اپنا ترکہ اتنا چھوڑا تھا کہ ان کے مرنے کے بعد جب لڑکوں نے باہم تقسیم کیا تو ہر ایک کے حصہ میں چھ چھ لاکھ اشرفیاں آئی تھیں لیکن میں نے ان لڑکوں میں سے بعض کو غیر صالح ہونے کی وجہ سے اس حالت میں دیکھا کہ ان کے ترکہ کا کثیر مال لہو ولعب اور اسراف وفضول خرچی میں ضائع ہو گیا اور پھر وہ وقت آیا کہ وہ لوگوں کے سامنے بھیگ مانگا کرتے تھے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا کمالِ زہد واستغناء

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک شخص نے پانچ سو دِرہم پیش کیے اور عرض کیا کہ یہ اپنے خدام پر تقسیم فرمادیں۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس ان کے علاوہ اور کچھ بھی ہے، اس نے عرض کیا کہ حضرت میرے پاس بہت سے دینار (اشرفیاں) ہیں۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ ان میں اور اضافہ ہو جائے یا نہیں چاہتے؟ اس نے عرض کیا کہ یہ خواہش تو ضرور ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر تو تم ہم سے زیادہ محتاج ہو (اس لیے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے ہم اس پر اضافہ نہیں چاہتے۔) اس لیے یہ تم اپنے ہی پاس رکھو، یہ کہہ کر وہ دراہم واپس کردیے قبول نہ فرمائے۔ [1]

دنیا سے کے گھر کے بدلے جنت کا محل

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ ایک دفعہ گزر رہے تھے، دیکھا کہ ایک نوجوان ہے اور وہ ایک محل تعمیر کررہا ہے، اس کے ساتھ اس کے نوکر اور خادم بھی تھے، عمارت بن رہی ہے، بڑی خوبصورت عمارت بن رہی ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ کے دل میں خیال آیا کہ یہ اس نوجوان کا سارا وقت عمارت کے بنانے پہ لگ رہا ہے، اور اللہ نے اتنی

[1] فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص ۳۴۳

دولت دی اور یہ دین سے دور ہے، کس طرح یہ دین کے قریب آ جائے؟ مالک بن دینار رحمہ اللہ اس کے پاس گئے، جب وہاں پہنچے تو اسے نصیحت کی، اس نوجوان نے پہلے تو ان کی طرف توجہ نہ کی، تو مالک بن دینار رحمہ اللہ کے ساتھ جو شخص تھا اس نے کہا تمہیں معلوم ہے یہ کون ہے؟ کہا نہیں! کہا یہ مالک بن دینار رحمہ اللہ ہیں۔ جب اس نوجوان نے مالک بن دینار رحمہ اللہ کا نام سنا تو کھڑے ہو گئے اور کہا حضرت معافی چاہتا ہوں، میں آپ کی بات توجہ سے نہ سن سکا، مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا بیٹا! یہ تم کیا بنا رہے ہو؟ کہا جی اپنے لیے ایک خوبصورت ایک محل بنا رہا ہوں، مالک بن دینا رحمہ اللہ نے کہا اس پر تم کتنا خرچہ کرو گے؟ نوجوان نے کہا ایک لاکھ دراہم اس پر خرچہ کروں گا، مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا بیٹا! یہ ایک لاکھ دراہم مجھے دے دو میں اللہ کے ہاں تمہیں اس سے بہترین محل کی ضمانت دیتا ہوں، اور اس کی جو مٹی ہو گی وہ مشک اور عنبر کی ہو گی، زعفران کے ساتھ اسے ملا کر اسے تعمیر کیا گیا ہو گا، اس کا بنانے والا خود خدا ہے کہ جس نے کلمہ کن سے بنایا ہے، جس کے اندر حور و غلمان ہوں گے، خدمت کے لیے نوکر چاکر موجود ہوں گے، وہاں شراب اور دودھ کی نہریں بہہ رہی ہوں گی، جو تم چاہو گے تمہیں ملے گا، تم اپنی یہ رقم مجھے دو، میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں۔ نوجوان نے ان کی طرف دیکھا اور دیکھ کر کہا: مجھے ایک رات کی مہلت دے دو۔ اگلے دن مالک بن دینار رحمہ اللہ آئے لیکن اس سے پہلے رات کو اللہ سے مانگا کہ یا اللہ! یہ نوجوان بہت بڑی رقم مٹی پر لگا رہا ہے، اس کو اپنے راستے میں قبول فرما۔ جب صبح ہوئی تو مالک بن دینار رحمہ اللہ اس نوجوان کے پاس گئے، اور اس سے کل والی بات کے بارے میں پوچھا، نوجوان نے کہا یہ ضمانت مجھے منظور ہے، چنانچہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے قلم وادوات منگوائے اور ایک خط لکھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا مَاضَمِنَ مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ: إِنِّيْ ضَمِنْتُ لَكَ عَلَى اللّٰهِ قَصْرًا بَدْلَ قَصْرِكَ بِصِفَتِهِ كَمَاوَصَفْتُ وَالزِّيَادَةُ عَلَى اللّٰهِ.

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت ہی رحم کرنے والے ہیں، یہ مالک بن دینار کی ضمانت ہے کہ فلاں بن فلاں شخص کیلئے کہ میں تمھارے لئے اللہ کے ہاں محل کی ضمانت لیتا ہوں اسی صفات کیساتھ جو میں نے بیان کی اور اس صفات سے بھی زیادہ جو اللہ چاہیے۔

پھر یہ خط لپیٹ کر اس نوجوان کو دیا اور مال لیکر مالک بن دینار رحمہ اللہ چلے گئے، اور رات تک سب مال صدقہ کردیا۔ چالیس دن گزر گئے، ایک دفعہ مالک بن دینار رحمہ اللہ صبح کی نماز کیلئے گئے، نماز پڑھ کر لوٹ رہے تھے، دیکھا کہ محراب میں ایک خط پڑا ہوا ہے، مالک بن دینار رحمہ اللہ نے اٹھایا اور اسمیں لکھا تھا:

هٰذِهِ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ لِمَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ: إِنَّا وَفَيْنَا الشَّابَ الْقَصْرَ الَّذِيْ ضَمِنْتَ لَهُ وَزِيَادَةَ سَبْعِيْنَ ضِعْفٍ. ❶

ترجمہ: یہ برأت ہے اللہ کی طرف سے مالک بن دینار کیلئے، بے شک ہم نے اس نوجوان کو پورا پورا محل دے دیا جس کی آپ نے ضمانت لی تھی اور ستر گناہ زیادہ دیا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ حیران ہوئے اور اس نوجوان کی گھر کی طرف گئے، دیکھا کہ گھر کے باہر لوگ رو رہے ہیں، بتایا گیا کہ اس نوجوان کا کل شام انتقال ہوگیا۔ تو مالک بن

❶ سیلاب مغفرت: ۲۶۰، ۲۶۱/ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص۷۴۳ تا ۷۴۵/ التوابین لابن قدامة، أخبار جماعة من التوابين، توبة شاب عن الأنهار كرفي الدنيا، ص ۱۴۶، ۱۴۷/ روض الرياحين: الحكاية السادسة عشرة، ص ۵۸، ۵۹

دینار رحمہ اللہ غسل دینے والا کے پاس گئے اور معاملہ دریافت کیا، تو اس نے کہا: موت سے پہلے اس نوجوان نے مجھے کہا تھا کہ یہ خط میرے کفن میں رکھنا اور اسی کیساتھ مجھے دفن کرنا، تو میں نے ایسے ہی کیا، پھر مالک بن دینار رحمہ اللہ نے خط نکالا تو اس نے کہا یہی تو وہ خط ہے جو میں نے رکھا تھا، آپ کے پاس کہاں سے آیا، تو مالک بن دینار رحمہ اللہ رونے لگے، اسی دوران ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا، مالک بن دینار مجھ سے بھی دو لاکھ دراہم لے لو اور مجھے بھی اس جیسی ضمانت دو۔

دنیا کے فتنے سے کیسے بچا جائے

ایک شخص نے خواب میں راستے میں ایک عورت دیکھی جو ہر طرح کے زیورات اور خوبصورت لباس سے آراستہ پیراستہ تھی۔ مگر جو اس کے پاس سے ہو کر جاتا تھا اس پر حملہ آور ہوتی تھی اور اسے زخمی کر دیتی تھی۔ وہ عورت جب سامنے آتی تھی تو نہایت کریہہ المنظر لگتی تھی۔ مگر جب منہ پھیر کر جاتی تھی تو پیچھے سے حسین وجمیل لگتی تھی۔ وہ بڑھیا تھی جس کی آنکھیں نیلگوں چندھی ہوئی، بال سفید۔ اس خواب دیکھنے والے شخص نے کہا: میں اللہ تعالی سے پناہ مانگتا ہوں، وہ مجھے تجھ سے محفوظ رکھے، اس بڑھیا نے کہا: اللہ تجھے مجھ سے نہیں بچائے گا جب تک تو درہم اور مال ودولت سے بغض نہ رکھے۔ اس نے کہا تو آخر ہے کون؟ جواب دیا: میں دنیا ہوں۔ نعوذ باللہ منہا۔ ❶

مالک بن دینار رحمہ اللہ کی نظر میں دنیا اور عورت کی حیثیت اور حور عین کے اوصاف

مالک بن دینار رحمہ اللہ ایک روز بصرہ کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ ایک کنیز کو ایک جاہ وجلال اور حشم وخدم کے ساتھ جاتے دیکھا، آپ نے اسے آواز دے کر پوچھا کہ کیا

❶ روض الریاحین: ص ۱۷۲

تیرا مالک تجھے بیچنا چاہتا ہے؟

اس نے کہا: شیخ کیا کہتے ہو ذرا پھر سے کہو!

تو مالک رحمہ اللہ نے کہا: تیرا مالک تجھے بیچتا ہے یا نہیں؟

اس نے کہا: بالفرض اگر فروخت بھی کرے تو کیا تجھ جیسا مفلس خرید لے گا؟

انہوں نے کہا: ہاں تو کیا چیز ہے میں تو تجھ سے بھی اچھی خرید سکتا ہوں۔

وہ سن کر ہنس پڑی اور خادموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو ہمارے ساتھ گھر تک لے آؤ، خادم لے آیا۔

وہ اپنے مالک کے پاس گئی اور اس سے سارا قصہ بیان کیا، وہ سن کر بے اختیار ہنسا کہ ایسے درویش کو ہم بھی دیکھیں۔

یہ کہہ کر مالک بن دینار رحمہ اللہ کو اپنے پاس بلایا، دیکھتے ہی اس کے قلب پر ایسا رعب سا چھا گیا کہ پوچھنے لگا آپ کیا چاہتے ہیں؟

کہا یہ کنیز میرے ہاتھ بیچ دو، اس نے کہا آپ اس کی کیا قیمت دے سکتے ہیں، فرمایا اس کی قیمت ہی کیا ہے، میرے نزدیک تو اس کی قیمت کھجور کی دو بیکار گھٹلیاں ہیں، یہ سن کر سب ہنس پڑے اور پوچھنے لگے کہ یہ قیمت آپ نے کیوں تجویز فرمائی، کہا اس میں بہت عیب ہیں، عیب دار چیز کی قیمت ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔

جب اس نے عیبوں کی تفصیل پوچھی تو بولے:

سنو جب یہ عطر نہیں لگاتی تو اس سے بدبو آنے لگتی ہے۔

منہ صاف نہ کرے تو منہ گندا ہو جاتا ہے۔

اگر تیل نہ لگائے اور کنگھی نہ کرے تو سر میں جوئیں پڑ جاتی ہیں۔

اور جو اس کی عمر زیادہ ہوگئی تو بوڑھی ہو کر کام کی بھی نہ رہے گی۔

حیض اسے آتا ہے، پیشاب پاخانہ یہ کرتی ہے۔
طرح طرح کی نجاستوں سے یہ آلودہ ہے۔
ہر قسم کی کدورتیں اور رنج وغم اسے پیش آتے رہتے ہیں۔
یہ تو ظاہری عیب ہیں، اب باطنی عیب سنو:
خود غرض اتنی ہے کہ تم سے جو محبت ہے وہ غرض کے ساتھ ہے، یہ وفا کرنے والی نہیں اور اس کی دوستی سچی دوستی نہیں، تمہارے بعد تمہارے جانشین سے ایسی ہی مل جائے گی جیسا کہ اب تم سے ملی ہوئی ہے اس لئے اس کا اعتبار نہیں۔ اور میرے پاس اس سے کم قیمت کی ایک کنیز ہے کہ اس کے لئے میری ایک کوڑی بھی صرف نہیں ہوئی اور وہ سب باتوں میں اس سے فائق ہے۔
کافور، زعفران، مشک اور نور سے اس کی پیدائش ہے۔
اگر کسی کھارے پانی میں اس کا دہن ڈال دیا جائے تو وہ شیریں اور خوش ذائقہ ہو جائے۔
اور جو مردے کو اپنا کلام سنا دے تو وہ بھی بول اٹھے۔
اور جو اس کی ایک کلائی سورج کے سامنے ظاہر ہو جائے تو سورج شرمندہ ہو جائے۔
اور جو تاریکی میں ظاہر ہو تو اُجالا ہو جائے۔
جو وہ پوشاک وزیور سے آراستہ ہو کر دنیا میں آجائے تو تمام جہان معطر و مزین ہو جائے۔
مشک اور زعفران کے باغوں اور یاقوت و مرجان کی شاخوں میں اس نے پرورش پائی ہے۔
طرح طرح کے آرام میں رہی اور تسنیم کے پانی سے غذا دی گئی ہے۔
اپنے عہد کی پوری ہے دوستی نباہنے والی ہے۔

اب تم بتاؤ کہ ان میں سے کون سی خریدنے کی لائق ہے۔ کہا کہ جس کی آپ نے مدح وثناء کی ہے یہی مستحق خریدنے اور طلب کرنے کی ہے۔

شیخ نے فرمایا پھر اس کی قیمت تو ہر وقت ہر شخص کے پاس موجود ہے اس میں کچھ بھی صرف نہیں ہوتا، پوچھا کہ جناب فرمایئے اس کی قیمت کیا ہے، شیخ نے فرمایا:

اس کی قیمت یہ ہے کہ رات بھر ایک گھڑی کے لئے جملہ اُمور سے فارغ ہو جاؤ اور نہایت اخلاص کے ساتھ دو رکعت پڑھو۔

اس کی قیمت یہ ہے کہ کھانا جب تمہارے سامنے رکھا جائے تو اس وقت کسی بھوکے کو خالص اللہ کی رضا کے لئے دے دیا کرو۔

اور اس کی قیمت یہ ہے کہ راستے میں اگر کانٹا، پتھر یا تکلیف دہ چیز ہو تو اُسے راستے سے ہٹا دو۔

اس کی قیمت یہ ہے کہ اپنی عمر کو تنگدستی اور فقر و فاقہ اور بقدرِ ضرورت سامان پر اکتفاء کرنے میں گزار دو۔

اس مکار دنیا سے اپنے فکر کو بالکل الگ کر دو اور حرص سے برکنار ہو کر قناعت کی دولت کو لو۔

پھر اس کا یہ ثمرہ ہوگا کہ کل تم بالکل چین سے ہو جاؤ گے اور جنت میں جو آرام و راحت کا مخزن ہے عیش اڑاؤ گے۔ اس شخص نے سن کر کہا اے کنیز! سنتی ہے شیخ کیا فرماتے ہیں، سچ ہے یا جھوٹ، کنیز نے کہا سچ کہتے ہیں اور خیر خواہی کی بات ارشاد فرماتے ہیں، کہا اگر یہی بات ہے تو میں نے تجھے اللہ کے واسطے آزاد کیا اور فلاں فلاں جائداد تجھے دی اور غلاموں سے کہا کہ تم کو بھی آزاد کیا اور فلاں فلاں زمین تمہارے نام کر دی، یہ گھر تمام مال اللہ کی راہ میں دیا۔

دروازے پر ایک موٹے کپڑے کا پردہ لٹک رہا تھا اس کو لیا اور عارضی لباس بنا کر اِسے پہن لیا، اس کنیز نے یہ حال دیکھ کر کہا تمہارے بعد میرا کون ہے؟ اس نے بھی اپنا لباس پھینک دیا اور ایک موٹا کپڑا پہن لیا اور وہ بھی اس کے ساتھ ہو گئی، مالک بن دینار رحمہ اللہ نے یہ حال دیکھ کر ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور خیر باد کہہ کر رخصت ہوئے۔ ادھر یہ دونوں اللہ کی عبادت میں مصروف ہو گئے اور عبادت ہی میں جان دے دی۔ ❶

مالک بن دینار رحمہ اللہ کے ہاں دنیا کی قیمت

مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ مقام جِسر سے لے کر خراسان تک کی سرزمین اگر مجھے اونٹ کی ایک مینگنی کے عوض بھی ملے تب بھی مجھے ذرا برابر خوشی نہ ہو۔ کبھی فرماتے کہ اگر مقام جبل سے ابلہ تک اونٹ کی ایک مینگنی یا کھجور کی ایک گٹھلی کے بدلے بھی ملنے سے مجھے کوئی خوشی نہ ہوگی، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ اگر میں یہ بات صرف تمہیں سنانے کے لیے کہہ رہا ہوں تو یہ میری انتہائی بدبختی ہوگی۔ ❷

عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ کی دنیا سے بے رغبتی

سعید بن یحیی بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ کے پاس گیا، وہ ایک سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے، میں نے کہا اگر آپ اپنے لئے توسیع رزق کی دعا کرتے تو مجھے امید ہے کہ قبول ہوتی، فرمایا حق تعالیٰ بندوں کی حاجتوں کو خوب جانتا ہے، پھر مٹھی بھر کنکریاں زمین سے اٹھا کر کہا اے اللہ! اگر تو چاہے

❶التوابين لابن القدامة: ذكر التوابين من ملوك هذه الأمة، توبة ملوك البصرة والجارية، ص ۹۳، ۹۴/ الروض الرياحين: الحكاية الخامسة عشرة، ص ۵۷

❷الزهد لإبن أبي الدنيا: ص ۷۰

تو انہیں سونا کردے، پس وہ ان کے ہاتھ میں سونا بن گئیں، انہیں میری طرف پھینکا اور فرمایا اپنی ضرورت میں خرچ کرو، دنیا میں کوئی خیر نہیں سوائے اس کے جو آخرت کے لئے ہو۔ ❶

دنیا اور آخرت طلب کرنے والوں کے درمیان فرق

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ ایک رات حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کے یہاں سوئے، کچھ رات گزری، تو آپ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ اے جنید تم سوئے ہوئے ہو، میں نے کہا نہیں، فرمایا اس وقت حق تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا، پھر فرمایا: اے سری میں نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو سب نے میری محبت کا دعویٰ کیا، جب میں نے دنیا پیدا کی تو ہر دس ہزار میں سے نو ہزار دنیا میں مشغول ہو گئے اور میری محبت ترک کردی اور ہزار باقی رہ گئے، پھر میں نے جنت پیدا کی تو اس کی محبت میں ہزار میں سے نو سو مشغول ہو گئے اور میری الفت ترک کی، ایک سو رہ گئے ان پر میں نے بلا مسلط کردی تو اس سو میں سے نوے مجھے چھوڑ کر بلا میں مشغول ہو گئے، صرف دس باقی رہ گئے۔ پھر میں نے کہا تم نے نہ دنیا طلب کی نہ آخرت نہ کسی بلاء سے تم بھاگے پھر تم کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا الٰہی تو جانتا ہے جو کچھ ہم ارادہ رکھتے ہیں، فرمایا تم پر تمہاری طاقت سے زیادہ مصیبت نازل کروں گا جسے مضبوط پہاڑ بھی نہیں اٹھا سکیں گے، کیا تم اس پر ثابت قدم رہو گے؟ عرض کیا الٰہی آپ جب خود ہم کو مصیبت میں مبتلا کریں گے تو آپ کی مدد سے اور آپ کی رضا میں آپ کے لیے ہم ساری بلائیں جھیلیں گے جو پہاڑ سے بھی نہ اٹھ سکتی ہوں، فرمایا تم ہی میرے سچے بندے ہو۔ ❷

---

❶ روض الرياحين :الحكاية الرابعة والخمسون بعد المئتين :ص ۲۲۸

❷ روض الرياحين :الحكاية الخامسة والثلاثون بعد الثلاث مئة ، ص: ۲۸۰

اس محل میں دو عیب ہیں

حضرت عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنا ایک شہر آباد کیا، اس کی تعمیر میں اس نے بہت سی دولت اور سرمایہ خرچ کیا، پھر اس کے بعد اس نے عام لوگوں کے لئے ایک دعوت کھلانے کا انتظام کیا اور لوگوں کو بلایا اور شہر کے دروازے پر کچھ لوگوں کو بٹھایا کہ وہ ہر اس شخص سے جو ان کے پاس گذرے یہ پوچھیں کہ کیا تمہیں اس میں کوئی عیب اور کوئی کمی اور خرابی نظر آتی ہے، لہذا وہ پوچھتے رہے اور سب لوگ گزرنے والے یہ کہتے رہے کہ کوئی عیب نہیں ہے، یہاں تک کہ ان سب کے آخر میں کچھ ایسے نوجوان آئے جن کے اوپر چادریں لپٹی ہوئی تھیں، ان سے پوچھنے والے نے پوچھا کہ کیا تم نے اس میں کوئی عیب دیکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں! اس میں دو عیب ہیں جو ہم نے دیکھے ہیں، لہذا پوچھنے والوں نے ان نوجوانوں کو روک لیا اور بادشاہ کو جاکر اطلاع دے دی کہ کچھ نوجوان یہ کہتے ہیں کہ اس میں دو عیب ہیں، بادشاہ نے کہا کہ میں تو ایک عیب بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتا دو عیب کیوں ہیں؟ لاؤ ان کو، چنانچہ ان کو پیش کیا گیا، بادشاہ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اس میں کوئی عیب دیکھا ہے، انہوں نے وہی جواب دیا کہ جی ہاں دو عیب ہیں، اس نے کہا میں تو ایک عیب بھی پسند نہیں کرتا دو کیوں رہیں؟ بتائیے وہ کون کون سے ہیں؟ نوجوان نے بتایا کہ ''یُخَرَّبُ وَيَمُوتُ صَاحِبُهَا'' ایک تو یہ ہے کہ یہ ویران ہو جائے گا، دوسرا عیب یہ ہے کہ اسکا مالک مرجائے گا۔ بادشاہ نے پوچھا: کیا تم ایسی حویلی اور گھر بتا سکتے ہو جو کبھی بھی ویران نہ ہو اور نہ اس کا مالک مرے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں! وہ جنت ہے۔ اس نے کہا کہ میرے لئے اس کی دعا کرو، اس نے آمین کہی، پھر انہوں نے اسکو دعوت دی اور بادشاہ نے انکی دعوت قبول کر لی، بادشاہ نے کہا: اگر میں تمھارے ساتھ

ظاہراً سب کے سامنے نکلوں تو میری حکومت اور مملکت والے مجھے نہیں چھوڑیں گے، چنانچہ اس نے ان کو کسی وقت کا وعدہ دیا، اس نے خلوت پا کر ان کے ساتھ کوچ کیا اور جا کر ان کے ساتھ عبادت کرنے لگا۔ ایک دن وہ اسی حالت میں تھا کہ اچانک اس کو خیال آیا اور اس نے ان سے کہا کہ سلام علیکم میں آپ لوگوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں، انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے ہمارے اندر کوئی عیب دیکھا ہے؟

اس نے کہا کہ نہیں بلکہ آپ لوگ میری حالت اور کیفیت کو خوب جانتے ہو جس پر میں تھا، لہذا اب تم لوگ اسی کی وجہ سے میرا اکرام کر رہے ہو، اس لئے میں جا رہا ہوں کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ مل کر عبادت کروں اور جا کر رہوں جو میرے حال سے واقف نہ ہوں، لہذا وہ ان کو چھوڑ کر چلا گیا۔ ❶

ایک فقیر کی دنیا سے بے رغبتی

بعض بزرگ ایک فقیر کے یہاں گئے، ان کے یہاں کسی قسم کا کوئی سامان نہ پایا، پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز نہیں ہے؟ کہا: ہاں ہے، ہمارے دو گھر ہیں: ایک امن کا گھر ہے، اور ایک خوف کا، جو مال ہوتا ہے اسے ہم امن کے گھر میں جمع کرتے ہیں، یعنی دار آخرت کو بھیج دیتے ہیں، میں نے کہا: یہاں کے واسطے بھی تو کچھ چاہیے، فرمایا: اس گھر کا مالک یہاں ہمیں نہیں چھوڑے گا، کسی کا مقولہ ہے کہ دنیا یا عاریت ہے یا امانت، عاریت دینے والا اور امانت رکھنے والا اپنی چیز ضرور واپس لے گا۔ ❷

دنیا سے بے تحاشہ محبت کا عبرتناک انجام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بستی سے گزرے جس میں سب لوگوں کو مردہ پایا اور وہ

❶ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۲۴۲، رقم الحديث: ۱۰۲۶۸

❷ روض الرياحين: الحكاية الثانية والثمانون بعد الثلاث مئة، ص ۳۰۵

گلیوں میں مونہوں کے بل گرے پڑے تھے۔ حضرت عیسی علیہ السلام اس سے بہت متعجب ہوئے اور فرمایا: اے حواریو! یہ سب لوگ (اللہ کے) عذاب اور غضب کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں، اگر یہ اللہ تعالی کی خوشنودی میں مرتے تو ایک دوسرے کو دفن کرتے۔ انہوں نے عرض کیا: اے روح اللہ! ہم چاہتے ہیں کہ ان کے قضیہ اور قصہ کو معلوم کریں، حضرت عیسی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کے متعلق دعا فرمائی، تو ان کی طرف اللہ تعالی نے وحی فرمائی کہ جب رات کا وقت ہو تو ان کو بلانا یہ تمہیں جواب دیں گے۔

جب رات آئی تو حضرت عیسی علیہ السلام ایک بلند جگہ پر چڑھ گئے اور پکارا، اے بستی والو! تو ان میں سے ایک شخص نے ان کو جواب دیا، لبیک یا روح اللہ! فرمایا: تمہارا کیا قضیہ ہے؟ تمہارا کیا واقعہ ہے؟ عرض کیا: اے روح اللہ! رات کو ہم عافیت میں سوئے تھے لیکن صبح کو ہلاکت میں جا گرے، فرمایا: ایسا کیوں ہوا؟ عرض کیا: ہماری دنیا سے محبت کی وجہ سے، بدکاروں کی فرمانبرداری کی وجہ سے۔ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا: دنیا سے تمہاری محبت کیسی تھی؟ کہا: کَحُبِّ الصَّبِيِّ لِأُمِّهِ، كُنَّا إِذَا أَقْبَلَتْ فَرِحْنَا، وَإِذَا أَدْبَرَتْ حَزِنَّا" جس طرح سے بچے کو ماں سے ہوتی ہے، جب وہ سامنے آئی ہم خوش ہوئے، جب چلی گئی ہم غمگین ہوئے اور رونے لگے۔ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا، اے فلانے تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا، وہ کیوں نہیں جواب دیتے؟ کہا: ان کو طاقتور سخت فرشتوں کے ہاتھوں دوزخ کی لگام پڑی ہوئی ہے، فرمایا: پھر تو نے مجھے کیسے جواب دیا تو بھی تو ان میں سے ہے؟ کہا: ہوں تو میں ان میں لیکن ان کی طرح عذاب میں مبتلا نہیں ہوں، جب ان پر عذاب آیا تو ان کے ساتھ مجھ پر بھی آ پڑا، میں اس وقت دوزخ کے کنارے پر لٹکا دیا گیا ہوں، مجھے پتہ نہیں مجھے اس

سے نجات ملے گی یا اس میں جھونک دیا جاؤں گا۔ ❶

جو دنیا سے دل لگائے وہ ذلیل ہوتا ہے

حضرت شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے دل نے کہا کہ تُو بخیل ہے، مگر میرے نفس نے کہا کہ نہیں بخیل نہیں ہوں۔ میرے دل نے پھر کہا کہ نہیں تُو بخیل ہے۔ میں نے اس کے جانچنے کے لیے یہ ارادہ کرلیا کہ سب سے پہلے میرے پاس جو کچھ آئے گا (خواہ وہ کتنا ہی ہو) میں سب کا سب اس فقیر کو دے دوں گا جو مجھے سب سے پہلے ملے گا۔ میری یہ نیت پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ مجھے ایک شخص نے پچاس دینار (اشرفیاں) نذر کیے، میں نے وہ لے لیے اور اپنی نیت کے موافق کسی فقیر کی تلاش میں نکلا۔ سب سے پہلے مجھے ایک نابینا فقیر ملا جو ایک حجام سے حجامت بنوا رہا تھا، میں نے وہ سب کے سب اس نابینا کو دے دیے، اس نے کہا کہ یہ (حجامت کی اجرت میں) اس حجام کو دے دو، میں نے کہا کہ یہ پچاس اشرفیاں ہیں (اتنی اشرفیاں بھی کہیں حجامت کی اجرت میں دی جاتی ہیں) اس نابینا نے اوپر کو سر اٹھا کر کہا: ہم نے کہا نہیں تھا کہ تو بخیل ہے۔ میں نے جلدی سے وہ حجام کو دے دیے، اس حجام نے کہا کہ جب یہ نابینا حجامت بنوانے بیٹھا تھا تو میں نے اس کی غربت کو دیکھ کر یہ نیت کرلی تھی کہ اس کی اجرت نہ لوں گا۔ (مجھے ان دونوں کی گفتگو سن کر اس قدر غیرت آئی کہ) میں نے ان اشرفیوں کو دریا میں پھینک دیا کہ خدا تیرا ناس کرے، تجھ سے جو بھی ذرا دل لگائے، حق تعالیٰ شانہ اس کو اسی طرح ذلیل کرتے ہیں۔ ❷

❶ حلیة الأولیاء: فمن الطبقة الأولى من التابعین، ترجمة: وهب بن منبه، ج۴ ص ۶۱، ۶۲

❷ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص ۷۶۸، ۷۶۹

دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے

حضرت عیسی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

حُبُّ الدُّنْيَا أَصْلُ كُلِّ خَطِيئَةٍ، وَالْمَالُ فِيهِ دَاءٌ كَبِيرٌ. قَالُوا: وَمَا دَاؤُهُ؟ قَالَ: لَا يَسْلَمُ مِنَ الْفَخْرِ وَلَا الْخُيَلَاءِ. قَالُوا: فَإِنْ سَلِمَ يَشْغَلُهُ إِصْلَاحُهُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. (۱)

ترجمہ: دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے، اور مال میں بڑی بیماری ہے۔ لوگوں نے پوچھا: مال کی بیماری کیا ہے؟ فرمایا: فخر اور تکبر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ لوگوں نے پوچھا: اگر اس سے محفوظ ہو گیا؟ فرمایا کہ اس کی اصلاح اس کو ذکر اللہ سے غافل کردے گی۔

ایک شاہزادی کی فقیر سے شادی اور دنیا سے بے رغبتی

ایک عورت بنی اسرائیل میں بڑی عابد تھی، اور وہ ان کے بادشاہ کی لڑکی تھی، ایک شہزادہ نے اس سے منگنی کی درخواست کی، اس نے اس سے نکاح کرنے سے انکار کیا، پھر اپنی ایک لونڈی سے کہا کہ میرے واسطے ایک عابد زاہد نیک آدمی تلاش کرو جو فقیر ہو، وہ لونڈی گئی اور ایک فقیر عابد زاہد ملا، اسے لے آئی اس سے پوچھا: کہ اگر تم مجھ سے نکاح کرنا چاہو تو میں تمہارے ساتھ قاضی کے یہاں چلوں تا کہ نکاح کردے، اس فقیر نے منظور کرلیا اور نکاح ہو گیا، پھر اس سے کہا: مجھے اپنے گھر لے چل، اس نے کہا: واللہ اس کمبل کے سوائے کوئی چیز میری ملکیت میں نہیں ہے، اس کو رات کے وقت اوڑھتا ہوں اور یہی دن میں پہنتا ہوں، اس نے کہا: میں اس حالت پر تیرے ساتھ راضی ہوں، چنانچہ وہ فقیر اس کو اپنے گھر لے گیا، وہ دن بھر محنت کرتا تھا اور رات

(۱) شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج ۱۳ ص ۴۷، رقم الحديث: ۹۹۷۴

کو اتنا کما لیتا تھا جس سے افطار ہو جائے، وہ دن کو نہیں کھاتی تھیں بلکہ روزہ رکھتی تھیں، جب ان کے پاس کوئی چیز لاتے تو افطار کرتی تھیں اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی تھیں اور کہتی تھیں اب میں عبادت کے واسطے فارغ ہو گئی۔ ایک دن فقیر کو کوئی چیز نہ ملی جو ان کے واسطے لے جاتے، یہ امر ان پر شاق ہوا اور بہت گھبرائے اور جی میں کہنے لگے کہ میری اہلیہ روزہ دار گھر میں بیٹھی انتظار کر رہی ہے کہ اور میرے پاس کچھ نہیں جو میں افطار کے لئے لے کر جاؤں، یہ سوچ کر وضو کیا اور نماز پڑھ کے دعا مانگی اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں دنیا کے واسطے کچھ طلب نہیں کرتا، صرف اپنی نیک بیوی کی افطاری کی رضا مندی کے واسطے مانگتا ہوں، اے اللہ! تو مجھے اپنے پاس سے رزق عطا فرما، تو ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے، اسی وقت آسمان سے ایک موتی گر پڑا اسے لیکر اپنی بیوی کے پاس گیا، جب انہوں نے اسے دیکھا تو ڈر گئیں اور کہا: یہ موتی تم کہاں سے لائے ہو کہ جس کا مثل میں نے کبھی اپنے اہل میں بھی نہیں دیکھا؟ کہا: آج میں نے رزق کے واسطے محنت کوشش بہت کی، لیکن کہیں سے نہ ملا، تو میں نے کہا کہ میری بیوی گھر میں بیٹھی انتظار کر رہی ہے اور وہ شہزادی ہے، میں اس کے پاس خالی ہاتھ نہیں جا سکتا۔ میں نے اللہ سے دعا کی تو حق تعالیٰ نے یہ موتی عنایت فرمایا، اور آسمان سے نازل کیا۔ کہا: اس جگہ جا جہاں تم نے اللہ سے دعا کی تھی اور اس سے گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرو اور کہو کہ اے اللہ! اے میرے مالک! اے میرے مولا! اگر یہ شئی تو نے ہمیں دنیا میں روزی کے طور پر دی ہے تو اس میں ہمیں برکت دے اور اگر ہمارے آخرت کے ذخیرہ میں سے عطا فرمائی ہے تو اسے اٹھا لے، اس شخص نے ایسا ہی کیا تو موتی اٹھا لیا گیا، فقیر نے واپس آ کر اس کے اٹھا لئے جانے کا قصہ بیان کیا، تو اس نے کہا: شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں وہ ذخیرہ دکھا دیا جو

ہمارے واسطے آخرت میں جمع کیا گیا ہے، پھر کہا: میں اس دنیائے فانی کی کسی شئی کی خواہش نہیں رکھتی، میں اللہ رب العزت سے آخرت کی طلب گار ہوں۔ ❶

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی زاہدانہ زندگی

بہاولپور میں ایک نواب صاحب نے مدرسہ بنوایا، اس نے مقامی علماء سے کہا کہ عمارت تو میں بنوادیتا ہوں مگر آباد کیسے ہوگا؟ علماء نے کہا کہ ہم آپ کو ایک ایسی شخصیت کے بارے میں بتائیں گے، آپ انہیں لے کر آنا تو مدرسہ چل جائے گا، اس نے کہا: ہیرا تم ڈھونڈنا قیمت ہم لگادیں گے، نواب صاحب کو پیسے کا بڑا ناز تھا، چنانچہ جب عمارت بن گئی تو اس نے علماء سے پوچھا: بتاؤ کونسا ہیرا ڈھونڈا ہے؟ کہنے لگے: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، اس نے علماء سے پوچھا: حضرت کی تنخواہ کتنی ہوگی؟ انہوں نے کہا کہ چار یا پانچ روپے ہوگی، (اس دور میں اتنی ہی تنخواہ ہوتی تھی) کہنے لگا: جاؤ اور میری طرف سے سو روپے ماہانہ کا پیغام دو، اب جس آدمی کو پانچ روپے کے بجائے سو روپے ملنا شروع ہوجائے تو اُسے کتنی خوشی ہوگی؟

چنانچہ علماء بڑے خوش ہوئے کہ اب حضرت ضرور آئیں گے، دیوبند جاکر حضرت سے ملے، حضرت رحمہ اللہ نے ان کو خوب خاطر تواضع فرمائی، پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگے: حضرت! نیا مدرسہ بنایا ہے، آپ وہاں تشریف لائیں، نواب ساحب نے آپ کے لیے سو روپے ماہانہ مشاہرہ مقرر کیا ہے۔

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ میرا مشاہرہ تو پانچ روپے ہے، اس میں سے تین روپے میرے ذاتی خرچہ کے ہیں اور دو روپے میں غریبوں، مسکینوں، یتیموں میں خرچ کردیتا ہوں، اگر میں وہاں چلا گیا اور سو روپے تنخواہ ہوگئی تو میرا خرچہ تو تین

❶ روض الریاحین: الحکایة الثامنة والسبعون بعد الأربع مئة، ص ۳۸۰، ۳۸۱

روپے رہے گا اور باقی ستانوے روپے غریبوں میں تقسیم کے لیے مجھے سارا دن ان کو ہی ڈھونڈنا پڑے گا اور میں وہاں پڑھا نہیں سکوں گا، لہذا میں وہاں نہیں جا سکتا۔

ایسی دلیل دی کہ ان علماء کی زبانیں گنگ ہوگئیں، اسے زہد فی الدنیا کہتے ہیں۔ ❶

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی اہلیہ کا زہد و استغناء

حضرت مولانا قاسم نانوتوی صاحب رحمہ اللہ کے کسی معتقد نے ایک چادر بیش قیمت اور ایک عدد زیور چلائی بی بی صاحبہ (یعنی اہلیہ محترمہ) کی ملک کر کے بھیجا، تو حضرت کی اہلیہ محترمہ نے فرمایا: فی الحقیقت چادر اور زیور سے دل خوش ضرور ہوتا ہے لیکن چند روز کے استعمال سے یہ دونوں ہی چیزیں خراب ہو جائیں گی، یہ کام اس ریشمی چادر سے نکلے گا وہی لٹھے کی سفید چادر سے نکل سکتا ہے، کسی مستحق کو دے دو، اللہ تعالی انکے عوض عاقبت میں پائدار لباس اور زیور عطا فرمائیں گے۔

اللہ اکبر! اسلاف کی زندگی کے مطابق زندگی گزارنے والا عالم جو خود اپنی ہی حد تک تیار نہیں بلکہ اسکی بیوی بھی اسی رضاء و رغبت کے ساتھ راہِ خدا میں دینے کو آمادہ ہے، چنانچہ بی بی صاحبہ نے فوراً چادر اور زیور دونوں صدقہ کر دیئے اور دل میں دنیا کی ذرہ برابر محبت نہیں تھی۔ ❷

دولت ہے مگر برکت نہیں ہے

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ لکھنؤ کے ایک بہت بڑے نواب صاحب بہت بڑے جاگیر دار تھے، ان کے محلات اور قلعے تھے، نوکر چاکر، حشم و خدم تھے، انواع و اقسام کی نعمتیں مہیا تھیں، مگر ان نواب صاحب کے معدے میں ایک ایسی بیماری ہو گئی تھی جس کی وجہ سے ان کے

---

❶ ہمارے اسلاف: ۱۳۴، ۱۳۵

❷ ماہنامہ دار العلوم: جولائی ۱۹۵۵ء، ص ۱۱

معالج نے یہ کہہ دیا تھا کہ اب آپ کی غذا ساری عمر ایک ہی ہو سکتی ہے، وہ یہ کہ بکری کا آدھا پاؤ قیمہ لیا جائے اور اس کو ململ کے کپڑے میں رکھ کر اس کا جوس نکالا جائے، بس وہ جوس آپ کی غذا ہے، اس کے علاوہ کوئی چیز بھی آپ نہیں کھا سکتے۔ اب گھر میں انواع واقسام کے کھانے پک رہے ہیں۔ پھل فروٹ موجود ہیں، میوے موجود ہیں اور دنیا بھر کی نعمتیں موجود ہیں لیکن نواب صاحب کو صرف قیمہ کا جوس ملتا ہے اور کچھ نہیں ملتا۔ ایک دن وہ نواب صاحب دریائے گومتی کے کنارے اپنے محل میں بیٹھے ہوئے تھے اور دریا کا نظارہ کر رہے تھے، انہوں نے دیکھا کہ دریا کے کنارے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ایک مزدور آیا، دوپہر کا وقت تھا، وہ دریا کے کنارے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گیا اور پھر اس نے اپنی گٹھڑی کھولی اور اس میں سے جو کی دو موٹی موٹی روٹیاں نکالیں اور پیاز نکالی اور ان روٹیوں کو اس پیاز کے ساتھ خوب شوق اور رغبت کے ساتھ کھایا، پھر دریا سے پانی پیا اور پھر اسی درخت کے نیچے ہو گیا اور خراٹے لینے شروع کر دئے۔

نواب صاحب نے اوپر سے یہ سارا منظر دیکھنے کے بعد کہا کہ میں اس پر راضی ہوں کہ یہ ساری دولت، یہ کوٹھی، یہ بنگلے وغیرہ سب اللہ تعالیٰ مجھ سے لے لیں اور آرام وسکون کی جو نیند اس مزدور کو حاصل ہے وہ مجھے مل جائے۔

پس دولت ہے لیکن برکت نہیں۔ اگر غور کیا جائے تو یہ نظر آئے گا کہ ہمارا بھی آج کا مسئلہ یہی ہے کہ آج ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن برکت نہیں ہے۔ [1]

عقل کامل ہونے پر دنیا کی حقیقت کھل جاتی ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد

[1] اتباع سنت اور اس کے فضائل: ص ۸۴

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس اللہ سرہ نے اپنا ایک واقعہ سنایا اور جو اللہ والے ہوتے ہیں یہ اپنے ساتھ جو بھی واقعہ پیش آئے اس سے کوئی نہ کوئی سبق لیتے ہیں، اپنے بچپن کا واقعہ سناتے ہیں کہ بچپن میں جب میں چھوٹا سا بچہ تھا، اپنے ایک بھائی کے ساتھ کھیل رہا تھا اور دیو بند (ہندوستان) میں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کے زمانے کے بچوں کے کھیل آج کل کے بچوں کی طرح نئے نئے کھیل تو تھے نہیں۔ ایسے ہی چھوٹے چھوٹے کھیل ہوا کرتے تھے، یہ سرکنڈے ہوتے ہیں اس کے چھوٹے چھوٹے پورے بنا کر اس سے بچے کھیلا کرتے تھے۔ ایک بچے نے اپنا پورا نیچے کی طرف لڑھکایا، دوسرے بچے نے بھی لڑھکایا، جس کا پورا پہلے پہنچے گا وہ جیت گیا۔ اور دو دوسرے سے ایک پورا لے لیتا تھا۔ فرمایا کہ میں یہ کھیل ایک مرتبہ اپنے بھائی کے ساتھ کھیل رہا تھا، بہت سارے پورے لے کر آیا، وہ بھی لے کر آئے تھے، اب جب کھیلنا شروع کیا تو جب بھی میں اپنا پورا لڑھکاتا ہوں تو میر پورا پیچھے رہ جاتا ہے بھائی کا پورا آگے بڑھ جاتا ہے اور ہر مرتبہ وہ مجھ سے ایک پورا لیتے یہاں تک کہ جتنے پورے لے کر آیا تھا وہ سارے کے سارے ایک ایک کر کے ختم ہو گئے۔ اب میرے پاس کوئی پورا نہیں، اور بھائی جتنے لائے تھے انکے پاس اس سے دوگنے ہو گئے، فرماتے ہیں کہ جب میں سارے کے سارے پورے ہار گیا مجھے آج تک یاد ہے کہ مجھے اتنا شدید صدمہ اور اتنا غم ہوا اور میں اس پر اتار دیا کہ اس کے بعد اس سے بڑے سے بڑے نقصان پر اتنا صدمہ نہیں ہوا۔ اور یہ سمجھا کہ آج تو میری کائنات لٹ گئی، آج تو میری دنیا تباہ ہو گئی۔ یہ صدمہ اس وقت اتنا ہو رہا تھا کہ کسی بڑی سے بڑی جائیداد کے لٹ جانے پر بھی نہیں ہوتا۔

فرماتے ہیں کہ آج جب سوچتا ہوں کہ کس بات پر رویا تھا، کس بات پر صدمہ ہوا تھا۔

کسی بات پر اتنا غم کیا تھا، ان معمولی، بے حقیقت، بے قیمت پوروں کے چھن جانے سے اتنا صدمہ ہو رہا تھا تو آج اس واقعہ کو یاد کر کے ہنسی آتی ہے، کتنی حماقت کی بات تھی، کتنی بے وقوفی کی بات تھی۔ پھر فرمایا اب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت ہم بے وقوف تھے، بچے تھے عقل نہیں تھی اس واسطے اس بے حقیقت چیز کے کھو جانے پر اتنا صدمہ کر رہے تھے۔ اس لئے اب اس پر ہنستے ہیں لیکن اب سمجھتے ہیں کہ اب عقل آ گئی ہے کہ وہ پورے بے حقیقت تھے درحقیقت یہ روپے پیسے یہ بنگلے، یہ جائیدادیں کاریں، یہ ہیں اصل چیز کہ جن کو انسان حاصل کرے۔

لیکن فرماتے ہیں کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس آخرت میں پہنچ جائیں گے تو اس وقت پتہ چلے گا کہ یہ تمام چیزیں جن کے اوپر دنیا میں لڑ رہے تھے یہ زمین یہ جائیداد، یہ دولت، یہ کوٹھیاں، یہ بنگلے، یہ کاریں، یہ ساری کی ساری ایسی بے حقیقت تھیں جیسے کہ وہ سرکنڈے کے پورے، اور جس طرح آج اس بات پر ہنس رہے ہیں کہ پوروں کو چھن جانے سے افسوس ہو رہا تھا، اسی طرح اس وقت ان کی حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ جو کوٹھیاں ہم بنایا کرتے تھے، جائیدادوں پر زمینوں پر اور مال و دولت کی بنیاد پر جھگڑتے اور دنیا میں ان چیزوں کو دولت سمجھا کرتے تھے یہ حقیقی دولت نہیں تھی، حقیقت میں دولت یہ اعمال تھے جو جنت میں لے جانے والے ہیں۔ ❶

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے زہد واستغناء کا پرتاثیر واقعہ

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر میں سے ہیں اور دارالعلوم دیوبند کے بانیوں میں سے ہیں، وہ دہلی میں پڑھا کرتے تھے، طالب علم تھے، ایک مکان پر ان کا کھانا مقرر تھا، وہاں کھانا لینے کے لئے جایا کرتے تھے، دونوں

❶ اصلاحی خطبات: ج ۳ ص ۶۴ تا ۶۶

وقت آتے جاتے راستے میں ایک درویش ملا کرتا تھا، ایک دن درویش نے کہا: مولوی صاحب! کھانا لینے کے لئے کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ فلاں جگہ، تو درویش نے کہا کہ وہاں کا راستہ تو ادھر سے قریب ہے تو اس دور والے راستے سے کیوں جاتے ہو؟ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ طالب علم تھے، انہوں نے کہا کہ ادھر بازار ہے اور میں روزانہ کی آمد و رفت کو وہاں سے پسند نہیں کرتا، وہاں بہت سے منکرات اور بے حیائی کی باتیں ہوتی ہیں، اس لئے محفوظ راستہ میں نے یہ سمجھا، یہاں سے آتا جاتا ہوں۔ درویش کو اس ہونہار طالب علم کی یہ بات سن کر اس بات کا احساس ہوا کہ یہ کوئی جوہر قابل ہے، ایک روز اس نے کہا کہ مجھے مولوی صاحب سونا بنانا آتا ہے اور یہاں دہلی میں جو گھاس موجود ہے، آپ میرے ساتھ چلو میں آپ کو وہ گھاس بتاؤں گا اور سونا بنا کر دکھا دوں گا، تو آپ کے کام آئے گا، لہذا آپ ضرور میرے ساتھ چلیں، اس نے بہت اصرار کیا، مولوی صاحب نے کوئی خاص توجہ نہ دی اور کہا کہ بھائی مجھے تو پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے فرصت نہیں ملتی، جمعے کا دن چھٹی کا ہوتا ہے اگر ہو سکا تو جمعہ کو دیکھیں گے۔ جمعہ آیا لیکن مولوی صاحب نہیں آئے، جب ملاقات ہوئی تو اس درویش نے کہا کہ آپ نے جمعے کا وعدہ کیا تھا، میں انتظار کرتا رہا آپ آئے نہیں، تو کہنے لگے کپڑے دھونے تھے، کچھ کتاب دیکھنی تھی اس لئے میں نہیں آسکا۔ اگلے جمعے پر بات گئی، وہ بھی گزر گیا تو ایک روز اس درویش نے کہا کہ بھائی یوں کام نہیں چلے گا اور جمعے کے دن مولوی صاحب کے حجرے میں پہنچ گیا اور ان کو پکڑ کر لے گیا اور وہ گھاس دکھائی اور کہا کہ اس کو اچھی طرح پہچان لو تا کہ بعد میں بھول نہ جاؤ اور پھر اس کے بعد اس گھاس کی مدد سے سونا بنا کر دکھایا اور وہ سونا مولوی صاحب کے حوالے کر دیا کہ بازار میں بیچ دینا اور اس سے اپنا کام نکالنا۔ سونا درویش نے مولوی صاحب کو

دیدیا مولوی صاحب نے رکھ لیا، اب وہ جب ملتا تو پوچھتا کہ سونا بیچ دیا، تو کہتے ہیں کہ میرے پاس وقت ہی نہیں، تو اس نے کہا اچھا پھر مجھے دو میں بیچ دیتا ہوں، وہ بیچ کر آیا، پیسے مولوی صاحب کو دیدیئے۔ کچھ دن گزرے تو اس درویش نے مولوی صاحب سے کہا اب میں دہلی سے جا رہا ہوں، ایک مرتبہ پھر آپ میرے ساتھ چلیں اور اس گھاس کو اچھی طرح پھر پہچان لیں وہ یہاں بھی ہوتی ہے اور فلاں فلاں جگہ بھی ہوتی ہے، دو تین جگہوں کے نام اور لئے وہاں بھی ملتی ہے، تو آپ ایک مرتبہ اور چلیں اور اس کو خوب پہچان لیں۔ مولوی صاحب نے پھر لیت ولعل سے کام لیا اور نہیں گئے، اس نے وہ گھاس پھر دکھائی اور بقول مولوی صاحب کے انہوں نے اس کو پہلی ہی مرتبہ خوب اچھی طرح پہچان لیا تھا دوسری مرتبہ اور زیادہ پختگی ہوگئی، یہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ ہیں۔

بالکل آپ ہی کی طرح مدرسے میں پڑھتے تھے بعد میں فارغ التحصیل بھی ہوئے۔ پھر شادی بھی کی، بچے بھی ہوئے، گھر آباد ہوا، ان کا خاندان آج بھی موجود ہے۔ کراچی میں ان کے خاندان کے لوگ موجود ہیں، گنگوہ میں بھی موجود ہیں، اور خدا جانے کہاں کہاں ہوں گے، لیکن دوستو! مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیض آج دنیا جہاں میں پھیلا ہوا ہے کوئی جگہ شاید ایسی ہو کہ جہاں ان کے برکات اور ان کے فیوض نہ پہنچے ہوں۔ یہ اثر ہے کس کا؟ اگر وہ سونا بنانے لگتے تو ٹھیک ہے بہت سی دولت ان کے پاس اکٹھی ہو جاتی۔ باغات ہوتے، محلات ہوتے اور آپ جانتے ہیں کہ پھر محلات خاک میں مل جاتے ہیں، اجاڑ بن جاتے ہیں۔

میں نے ابھی سفر کے دوران عثمان علی خان کے محل کو حیدر آباد میں دیکھا آپ یقین فرمائیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہاں اُلو بستے ہیں۔ اس کی حالت افسوس ناک حد

تک خراب تھی، مجھے یقین نہیں آیا کہ یہ محل عثمان علی خان کا ہوگا لیکن دوستوں نے کہا ان ہی کا ہے، حکومت وقت کی چونکہ توجہ نہیں ہے، اس لئے انہوں نے اس کو یوں عبرت کے لئے کسمپرسی میں ڈال رکھا ہے، نہ سفیدی کرائی ہے نہ بارش کی وجہ سے دیواروں کے اوپر جو کائی جم گئی اس کو ہٹایا گیا ہے، اور نہ اس کی اصلاح اور مرمت کی طرف توجہ دی گئی ہے، بہت لوگ آئے ہیں اور انہوں نے دنیا سجائی اور دولت اکٹھی کی ہے لیکن بالآخر وہ چنے گئے اور یہاں آج ان کا کوئی نام لینے والا بھی نہیں ہے، بلکہ بعض دفعہ تو اگر کوئی نام لے تو مورد عتاب بن جاتا ہے اور ایک یہ ہیں جنہوں نے سونے پر لات ماردی، دنیا کی دولت پر فریفتہ ہونے کو اپنی شان کے خلاف سمجھا چونکہ وہ محبت کے قابل نہیں، سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ کے نزدیک دنیا کی قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ٹھیک فرمایا یا غلط؟ (سامعین کی طرف سے جواب آیا ٹھیک فرمایا) لہذا دنیا کی کوئی قیمت نہیں۔ [1]

دل کا دنیا کی محبت سے آزاد ہونا

کسی امیر نے ایک بزرگ (غالباً شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ) کی خدمت میں ایک چینی آئینہ بہت قیمتی ہدیہ بھیجا تھا، وہ بزرگ کبھی کبھی اس میں اپنا منہ دیکھا کرتے تھے، اتفاقاً وہ آئینہ خادم کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا، اس کو بڑا ہی ڈر ہوا کہ دیکھئے کیا ہوگا؟ کیسا جلال آئے گا؟ جب خادم کو عتاب کا ڈر ہوا تو اس نے سوچا کہ بزرگ زندہ دل ہوتے ہیں، لاؤ شاعری بگھار و خوش ہو کر کچھ نہ کہیں گے، چنانچہ وہ حاضر ہوا اور کہنے لگا:

''از قضا آئینہ چینی شکست''

---

[1] مجالس علم وذکر: ج ۲، ص ۶۸ تا ۷۱

یعنی امر الٰہی سے وہ چینی آئینہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے فی البدیہ فرمایا:

”خوب شُد اسباب خود بینی شکست“

یعنی اچھا ہوا کہ خود بینی کا سبب ضائع ہوا۔

فائدہ: اہل اللہ کے دنیوی تعلقات کی یہ حالت ہوتی ہے کہ انھیں کسی چیز کے نہ آنے سے فرحت ہوتی ہے اور نہ جانے سے غم ہوتا ہے۔

یعنی جسے اللہ تعالیٰ اپنا بنا لیتے ہیں اسے تمام دنیا کے کاروبار سے بیکار کر دیتے ہیں، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ زراعت، تجارت، بیوی، بچے سب چھوٹ جاتے ہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ دل کو کوئی خاص لگاؤ اور تعلق نہیں رہتا بلکہ خاص لگاؤ اللہ تعالی سے ہوتا ہے۔ ❶

خواجہ عبید اللہ رحمہ اللہ کی دنیا سے بے رغبتی

خواجہ عبید اللہ رحمہ اللہ کے یہاں بڑا ساز و سامان تھا، سلطنت جیسے ٹھاٹ تھے، مگر مال سے بے تعلقی کی یہ حالت تھی کہ ایک فقیر نے آپ کا امتحان لینا چاہا کہ دیکھوں ان کو مال سے کتنا تعلق ہے؟ اس نے ایک دن خواجہ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت میرا جی چاہتا ہے کہ اس سال آپ کے ساتھ حج کروں، اس نے دل میں سوچا ہوگا کہ خواجہ صاحب انتظام ریاست کا عذر کر کے کچھ طویل میعاد مقرر کریں گے، مگر وہاں کیا دیر تھی، خواجہ صاحب فوراً رومال جھاڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: بہت اچھا چلو، فقیر نے کہا: حضرت ریاست کا کچھ انتظام فرما دیجئے۔ فرمایا کہ یہ تو خدا کا مال ہے وہ خود اس کی حفاظت کریں گے، میں تو برائے نام ایک محافظ ہوں، اگر میں نہ ہوں گا تو وہ کسی دوسرے کو میری جگہ مقرر کر دیں گے، مجھے انتظام کی ضرورت نہیں، اس نے کہا: اچھا

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۵۰، ۵۱

ذرا میں کمبل اور کپڑے لے آؤں، خواجہ صاحب نے فرمایا بس اسی پر اپنے کو دنیا سے بے تعلق سمجھتے ہو، مجھے تو اتنی بڑی ریاست کی بھی فکر نہ ہوئی اور تمہارا دل ابھی تک کپڑے اور کمبل میں لٹکا ہوا ہے، درویش اپنا سا منہ لیکر رہ گیا۔[1]

دنیا کی حرص اور شیخ سعدی رحمہ اللہ کی نصیحت

شیخ سعدی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک رات مجھے ایک تاجر کے پاس رہنے کا اتفاق ہو گیا، جس کے پاس سامانِ تجارت تھا اور بہت سے غلام اور خدمت گار تھے، اس نے تمام رات میرا سر کھایا کہ اس وقت میرے پاس اتنا مال ہے، اور میرا فلاں شریک ترکستان میں ہے، اور کچھ سامانِ تجارت ہندوستان میں ہے، اور یہ فلاں زمین کی دستاویز ہے، اور فلاں سامان کا ایک شخص ضامن ہے، کبھی کہتا کہ اسکندریہ جانے کا خیال کر رہا ہوں اور وہاں کی آب و ہوا اچھی ہے، کبھی کہتا کہ وہاں کا دریا خطرناک ہے۔ پھر کہنے لگا: سعدی! مجھے ایک سفر اور درپیش ہے اگر وہ پورا ہو جائے تو پھر بقیہ زندگی قناعت کے ساتھ گوشہ نشین ہو کر گزاروں گا، میں نے پوچھا: وہ کون سا سفر ہے؟ کہا: فارس کی گندھک چین میں لے جانا چاہتا ہوں کیوں کہ سنا ہے اس کی وہاں بہت قیمت ہے اور چینی گلاس روم میں لیجا کر فروخت کروں گا اور دیبائے رومی ہندوستان میں اور فولادِ ہندی طلب میں اور حلبی شیشہ یمن میں اور یمنی چادر فارس میں، اس کے بعد میں سفر ترک کر کے ایک دوکان میں بیٹھ جاؤنگا۔ اب بھی ترکِ دنیا کا ارادہ نہیں دوکان ہی میں بیٹھنے کی نیت ہے۔ غرض اس قسم کا خیالی پلاؤ پکاتا رہا، اخیر میں سعدی رحمہ اللہ سے کہا کہ آپ کبھی کچھ اپنی دیکھی اور سنی ہوئی باتیں سنائیں، سعدی نے جواب دیا:

[1] حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۶۸، ۶۹

آں شنیدستی کہ درصحرائے غور — بار سالارے بیفتاد از ستور

تو نے غور کے جنگل کا قصہ سنا ہوگا کہ ایک تاجر کا سامان سواری سے گر گیا۔

گفت چشمِ تنگ دنیادار را — یا قناعت پرکند یا خاک گور

وہ بولا کہ دنیا دار حریص کی آنکھ کو یا تو قناعت بھرتی ہے یا قبر کی مٹی۔

واقعی دنیا دار کی حرص کبھی ختم نہیں ہوتی ہیں مرکر ہی ختم ہوتی ہے۔

حدیث میں بھی آیا ہے کہ انسان کی حرص کے شکم کو مٹی ہی بھر سکتی ہے:

وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ. ❶

اس طولِ امل اور فضول لایعنی خیالات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ صبح آوے تو شام کی فکر نہ کرو اور شام ہو تو صبح کی فکر نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو اہلِ قبور میں سے شمار کرو یعنی یہ سمجھ لو کہ گویا آج ہی کا تھوڑا سا وقت زندگی کا باقی ہے۔❷

شیخ بہاء الدین ذکریا رحمہ اللہ کے صاحبزادے کا زہد و استغناء

جس وقت حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ کا وصال ہوا تو آپ نے چار کروڑ روپے ترکہ میں چھوڑے، آپ کے چار صاحبزادے تھے، حضرت شیخ رحمہ اللہ کے وفات کے بعد بڑے صاحبزادے حضرت صدر الدین رحمہ اللہ مسند پر بیٹھے، تو انہوں نے حکم دیا کہ میرے حصے کے ایک کروڑ روپے فقراء میں تقسیم کر دیئے جائیں، لوگوں نے عرض کیا: آپ کے والد نے باوجود یادِ خداوندی کے چار کروڑ روپے جمع کیے اور آپ اسطرح اتنی بڑی رقم ختم کیے دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: میرے والد بڑے عالی ظرف تھے، انکے پاس چار کروڑ روپے موجود

❶ صحیح البخاری: کتاب الرقاق، باب مایتقی من فتنة المال، رقم الحدیث: ٦٤٣٦

❷ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص٧٦، ٧٧

تھے پھر بھی خدا تعالی کی یاد کیا کرتے تھے مگر میرا یہ حال ہے کہ جب سے میں نے سنا ہے کہ میرے حصے میں ایک کروڑ روپے آئے ہیں، طرح طرح کے خیالات آرہے ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ ان روپوں کی وجہ سے میں اللہ سے غافل نہ ہو جاؤں، اس لئے انکا تقسیم کر دینا ہی بہتر ہے۔ ❶

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ علیہ کا زاہدانہ زندگی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے امتیازات سے سرفراز فرمایا، ان کے خصائص اور صفات کسی ایک شخص کے اندر جمع ہونا بہت مشکل ہے، میں ایک مرتبہ ایک مہینے تک ان کے پاس رہا ہوں اور وہاں میں نے ایک عجیب بات دیکھی جو مجھے متاثر کرتی رہی، وہ یہ بات تھی کہ ان کے ہاں قطعاً نہ لباس کے بارے میں اہتمام تھا اور نہ خوراک کے بارے میں، ایک مہینے کا عرصہ اچھا خاصا ہوتا ہے، میں ان کے گھر پر بھی دس دن رہا ہوں اور بیس دن ان کے ساتھ ندوۃ العلماء میں رہا، ہر جگہ میں نے یہی دیکھا کہ ان کے ہاں خوراک میں اور پوشاک میں کوئی اہتمام نہیں تھا۔

حضرت مولانا ایک مرتبہ مصر تشریف لے گئے، وہاں پہنچے تو ان کا لباس ایک مختصر سا پاجامہ اور ایک مختصر سا کرتہ تھا اور ایک کالے رنگ کی مختصر سی رامپوری ٹوپی تھی، قمیص ان کی بہت سادی ہوتی تھی، مولانا فرماتے تھے کہ میرے لباس کی قیمت ایک روزے کے فدیہ سے زیادہ نہیں تھی، تو مصری علماء نے مجھے اس لباس میں دیکھ کر بہت تعجب کیا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہیں اور اتنے بڑے مؤرخ اور ادیب ہیں اور آپ کا یہ لباس! مثل تو مشہور ہے کہ ''اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ''یعنی لوگوں کی شان لباس کے ساتھ قائم ہے

❶ ہمارے اسلاف: ص ۱۱۶

لیکن مولانا نے فرمایا کہ اصل سنت تو یہی ہے کہ لباس میں سادگی ہو اور اسی میں دین کی حفاظت بھی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں لباس کے سلسلے میں کوئی خصوصی اہتمام قطعاً نہیں ہوتا تھا، حد جواز میں جو چیز بھی سامنے آ جائے اس کو استعمال کر لیا جاتا۔ تو بہر حال میں کہہ رہا تھا کہ ہمارا ذوق وہ تو بالکل ہی مختلف ہے، فلاں قسم کا کپڑا پہنا جائے گا اور فلاں درزی سے سلائی ہوگی، فلاں تراش خراش اور وضع ہوگی تب ہم اس کو استعمال کریں اور یہی حال ہمارے دوسرے معاملات کا بھی ہے کہ ہم مباحات میں انہماک رکھتے ہیں۔ ❶

معاشرے میں عزت دین سے ہیں ہے دنیا سے نہیں

ایک دفعہ حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور نے اپنے صاحبزادے جناب حافظ ولی اللہ صاحب سے بطور سوال یہ فرمایا کہ:

تم دیکھتے ہو کہ میرے پاس ہر قسم کے لوگ آتے ہیں، آنے والوں کے اندر امیر، غریب، اعلیٰ افسر اور علماء ہر قسم کے لوگ آتے ہیں، اب میں یہ پوچھتا ہوں کہ آخر یہ کیوں آتے ہیں؟ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں خاموش ہو گیا، جب کوئی جواب نہ ملا تو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے خود ہی فرمایا: میرے پاس کیا ہے؟ کچھ نہیں لیکن ان لوگوں کو شبہ ہو گیا ہے کہ میں دیندار ہوں تو گویا لوگ دین کی وجہ سے میرے پاس آتے ہیں، اس سے اندازہ کر لو کہ دین میں کتنی عظمت پوشیدہ ہے، دین کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے، دین اللہ کی رحمت و برکت کا سرچشمہ ہے، دولت کوئی چیز نہیں، وہ ہوا کے جھونکے کی طرح نکل جاتی ہے۔

ایک دفعہ صبح سویرے جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ

❶ مجالس علم و ذکر: ج ۲، ص ۲۵، ۲۶

نے دیکھا کہ اساتذہ اور طلبہ ادھر ادھر بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں، کہیں فرش صاف کیا جا رہا ہے اور کہیں کتابیں سنوار کر رکھی جا رہی ہیں، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے دریافت فرمایا کہ اس سارے اہتمام کا کیا باعث ہے؟

آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جناب گورنر (سردار عبدالرب نشتر) صاحب نے اطلاع بھیجی ہے کہ وہ جناب والا سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کیلئے آج تشریف لائیں گے، اس وقت تو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ خاموش ہو گئے مگر جب گورنر پنجاب جناب نشتر صاحب مرحوم تشریف لائے تو آپ نے انتہائی استغناء کے ساتھ انہیں ہدایت فرمائی: آئندہ جب آپ کبھی احقر کے پاس تشریف لائیں، بغیر کسی اطلاع کے آئیں، اسطرح اطلاع کر کے آنے سے یہاں کے اساتذہ وطلبہ کو بے حد زحمت وتکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نشتر صاحب مرحوم نے آئندہ ہمیشہ اس بات کی پابندی کی اور ہمیشہ بغیر کسی پیشگی اطلاع کے آئے۔ ❶

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا زہد واستغناء

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں:

میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ جب پاکستان تشریف لائے تو اس حکومت نے دستور ساز اسمبلی کے ساتھ تعلیماتِ اسلامی بورڈ بنایا تھا، حضرت والد صاحب کو بھی اس کا ممبر بنایا گیا، یہ بورڈ حکومت ہی کا ایک شعبہ تھا، ایک مرتبہ حکومت نے کوئی کام گڑبڑ کر دیا تو حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے اخبار میں حکومت کے خلاف بیان دیدیا کہ حکومت نے یہ کام غلط کیا ہے، بعد میں حکومت کے کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے والد صاحب سے کہا کہ حضرت! آپ تو

❶ ہمارے اسلاف: ۱۱۷، ۱۱۸

حکومت کا حصہ ہیں، آپ نے حکومت کے خلاف یہ بیان دیدیا؟ حالانکہ آپ تعلیمات اسلامی بورڈ کے رکن ہیں اور یہ بورڈ دستور ساز اسمبلی کا حصہ ہے، حکومت کے خلاف آپ کا یہ بیان دینا مناسب بات نہیں ہے، جواب میں حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ رکنیت کسی اور مقصد کے لئے قبول نہیں کی تھی، صرف دین کی خاطر قبول کی تھی اور دین کے ایک خادم کی حیثیت سے یہ میرا فرض ہے کہ جو بات حق سمجھوں وہ کہہ دوں، چاہے وہ بات حکومت کے موافق پڑے یا مخالف پڑے، میں اس کا مکلّف نہیں، بس اللہ تعالی کے نزدیک جو بات حق ہے وہ واضح کروں، رہا رکنیت کا مسئلہ، یہ رکنیت کا معاملہ میری ملازمت نہیں ہے، آپ حکومت کے خلاف بات کہتے ہوئے ڈریں کیونکہ آپ حکومت کے ایک ملازم افسر ہیں، آپ کی تنخواہ دو ہزار روپے ہے، اگر یہ ملازمت چھوٹ گئی تو پھر آپ نے زندگی گزارنے کا جو نظام بنا رکھا ہے وہ نہیں چل سکے گا۔ میرا یہ حال ہے کہ جس دن میں نے رکنیت قبول کی تھی اسی دن استعفی لکھ کر جیب میں ڈال لیا تھا جب بھی موقع آئے گا پیش کر دوں گا، جہاں تک ملازمت کا معاملہ ہے تو مجھ میں اور آپ میں یہ فرق ہے یہ میرا سر سے پاؤں تک زندگی کا جو خرچہ ہے وہ دو روپے سے زیادہ نہیں ہے، اس لئے اللہ کے فضل وکرم سے میں اس تنخواہ اس الاؤنس کا محتاج نہیں ہوں، یہ دو روپے اگر یہاں نہیں ملیں گے تو کہیں بھی مزدوری کر کے کمالوں گا اور اپنے ان دو روپے کا خرچ پورا کرلوں گا، اور آپ نے اپنی زندگی کو ایسا بنایا ہے کہ دوسو روپے سے کم میں آپ کا سوٹ نہیں بنتا، اس وجہ سے آپ حکومت سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ملازمت نہ چھوٹ جائے مجھے الحمدللہ اس کا کوئی ڈر نہیں ہے۔ (۱)

(۱) اصلاحی خطبات: ج۸ ص۹۲، ۹۳

علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ کا زہد واستغناء

ایک شخص حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے پاس بہت بڑی رقم لے کر آیا اور بولا: حضرت! میں یہ رقم آپ کے مدرسے کے لیے لایا ہوں، مولانا نے جواب میں کہا: ہمارے مدرسے کا ایک سال کا خرچ پورا ہو چکا ہے، اس لیے آپ یہ رقم لے جائیں اور کسی ایسے مدرسے میں دے دیں جو ہم سے زیادہ اس رقم کا حق دار ہے، اس نے پھر کہا: حضرت! میں یہ آپ کے مدرسے کے لیے لایا ہوں، انہوں نے پھر وہی جواب دیا، وہ پھر بھی اصرار کرتا رہا لیکن مولانا صاحب نہ مانے، آخر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور جاتے ہوئے بولا: حضرت! آپ کو اتنی زیادہ رقم دینے والا کوئی نہیں ملے گا، اس پر انہوں نے جواب دیا اور تمہیں بھی اتنی بڑی رقم ٹھکرانے والا کوئی نہیں ملے گا۔ [1]

مال دولت اور دنیا سے استغناء

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثانی صاحب مدظلہ اپنے مضمون ''یادیں'' میں تحریر فرماتے ہیں: والد گرامی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کیلئے مستقل طور پر دیو بند چھوڑ کر پاکستان جانا بہت سے مسائل کی وجہ سے نہایت مشکل تھا۔ اول تو دیو بند میں ان کے مشاغل مختلف نوعیّتوں کے تھے جنہیں چھوڑنا آسان نہیں تھا، دوسرے ہماری دادی صاحبہ رحمہا اللہ انہی کے ساتھ رہتی تھیں، انہیں دیو بند میں تنہا چھوڑنا بھی مشکل تھا اور ساتھ لے جانا بھی مشکل کیونکہ وہ بہت عمر رسیدہ تھیں اور امن و امان کے لحاظ سے یہ وقت بڑا مخدوش تھا، نیز دو شادی شدہ بیٹیاں ایسی تھیں کہ انہیں ساتھ لے جانا اس وقت ممکن نہیں تھا اور اس دور میں اولاد کے کسی دوسرے ملک میں رہنے کا تصور بڑا تکلیف دہ ہوتا تھا، تیسرے دار العلوم سے مستعفی ہونے کے بعد گھریلو

[1] مختصر پر اثر: ص ۹۵

اخراجات کے لئے آمدنی کا واحد ذریعہ تجارتی کتب خانہ دارالاشاعت تھا، اور اسے ان فساد زدہ حالات میں پاکستان منتقل کرنا کارے دارد، چوتھے اس وقت ملک کے مختلف حصوں میں ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا، اور پاکستان جانے والے مہاجرین کو قدم قدم پر آگ اور خون کی ندیاں عبور کرنی پڑتی تھیں، پانچویں پاکستان میں آمدنی کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں تھا، اس لئے کافی دن خاندان میں یہ مسئلہ زیر بحث رہا کہ پاکستان جانا مناسب ہے یا نہیں؟ حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی رحمہ اللہ علیہ جو پاکستان بننے سے پہلے دہلی سیکرٹریٹ کی مسجد میں خطیب تھے، حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ علیہ کے تقریباً ساتھ ساتھ پاکستان چلے گئے تھے، علامہ عثمانی رحمہ اللہ علیہ نے ان کو حضرت والد صاحب رحمہ اللہ علیہ کو عوت دینے کے لئے دیوبند بھیجا، خاندان کے بہت سے رشتہ داروں کی رائے مذکورہ بالا حالات کی وجہ سے اسکے خلاف تھی، لیکن حضرت والد صاحب رحمہ اللہ علیہ نے آخر یہی فیصلہ کیا کہ جس پاکستان کے بنانے میں اپنی جدوجہد اب تک صرف کی ہے، اس کی صحیح بنیادوں پر تعمیر و ترقی کے اہم کام میں بھی اپنا حصہ ڈالنا ضروری ہے۔

یہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ علیہ کا ایک مشکل فیصلہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی حوصلہ عطا فرمایا تھا، اس لئے انہوں نے تمام مسائل کو نظر انداز فرما کر اپنے گھر والوں سے فرما دیا کہ وہ ہجرت کی تیاری کریں۔ مجھے اپنے بچپن کی وجہ سے مسائل کا تو کچھ علم نہیں تھا لیکن میں گھر کی مجموعی فضا پر خوشی اور غم کے ملے جلے جذبات کا اندازہ کر سکتا تھا، حضرت والد صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اب تک اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اپنے جدی مکان کے ایک چھوٹے سے کمرے میں گزارا تھا، اور اب چند سال پہلے ہی انہوں نے وہ مکان بڑے شوق و ذوق سے تعمیر کروایا تھا جس میں وہ اب مقیم تھے۔

دوسری طرف انہیں باغبانی کا بھی شوق تھا، جس کے لئے انہوں نے جی ٹی روڈ کے قریب ایک باغ لگایا تھا، اور جب کبھی انہیں اپنی علمی مشغولیات سے کچھ فرصت ہوتی، وہ عموماً عصر کے بعد اس باغ میں تشریف لے جاتے۔ کئی مرتبہ میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا، اس باغ میں انہوں نے خاص طور پر آم کے پودے لگائے ہوئے تھے، اور اس سال ان پر پہلا پھل آ رہا تھا، وہاں انہوں نے ایک کمرہ بھی بنوا دیا تھا جہاں کبھی کبھی تمام گھر والے جمع ہو کر باغ کی شاداب فضا سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے، ان تمام چیزوں کو ایک دم سے چھوڑ کر چلے جانا یقیناً بہت صبر آزما تھا، کیونکہ یہ یقین تھا کہ چھوڑ کر جانے کا مطلب یہ تھا کہ وہ ساری جائیدادیں حکومت کی تحویل میں چلی جائیں۔ لیکن حضرت والد صاحب رحمہ اللہ علیہ نے جب چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تو فرمایا کرتے تھے کہ جس دن میں نے گھر اور باغ سے قدم نکالا، یہ ساری جائیدادیں میرے دل سے نکل گئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ زہد کی یہ تفسیر جو بعد میں کتابوں میں پڑھی، اور بزرگوں سے سنی کہ انسان دُنیا کے مال و دولت سے دل نہ لگائے، اور مال ہو مگر اس کی محبت دل میں بسی ہوئی نہ ہو، اس کا جیتا جاگتا نمونہ ہم نے اپنے والد ماجد کی زندگی میں ہر مرحلے پر دیکھا۔ (۱)

حقیقی زاہد

ایک بادشاہ کو ایک مہم پیش آئی، کہا (منت مانی) اگر کام کا انجام میرے مقصد کے موافق ہو تو زاہدوں کو اتنے درہم دوں گا، جب اس کی حاجت پوری ہوگئی اور اس کے دل کی پریشانی جاتی رہی تو شرط پوری ہونے پر نذر کا ادا کرنا ضروری ہوا، ایک خاص غلام کو درہموں کی تھیلی دی کہ زاہدوں کو دے آئے۔ کہتے ہیں کہ وہ غلام عقلمند اور

(۱) یادیں: پانچویں قسط، ص ۱۵ تا ۱۸/ البلاغ مارچ ۲۰۱۸ء جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ

ہوشیار تھا، تمام دن پھرتا رہا اور رات کے وقت واپس آیا اور درہموں کو چوم کر بادشاہ کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا: زاہدوں کو جہاں تک میں نے تلاش کیا نہیں پایا، بادشاہ نے کہا: یہ کیا کہہ رہا ہے میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس ملک میں چار سوزاہد ہیں، کہا: اے دنیا کے مالک! جو زاہد ہے وہ لیتا نہیں اور جو لیتا ہے وہ زاہد نہیں۔ بادشاہ ہنسا اور مصاحبوں سے کہا جتنا کہ مجھے فقیروں اور خدا پرستوں سے عقیدہ اور اقرار ہے اس شوخ چشم کو دشمنی اور انکار ہے اور حق اسی کی جانب ہے۔ ❶

دولت نے اولاد کو والد سے دور کر دیا

میں نے اپنے والد ماجد رحمہ اللہ علیہ سے سنا کہ والد صاحب کے جاننے والوں میں ایک تاجر تھے، ان کا ایک کاروبار کراچی میں تھا، ایک ممبئی میں، ایک سنگاپور میں، ایک بنکاک میں تھا، کئی شہروں میں فیکٹریاں لگی ہوئی تھیں، ایک بیٹا سنگاپور میں کام کر رہا ہے، ایک بنکاک میں کام کر رہا ہے، ایک ممبئی میں کام کر رہا ہے اور خود کراچی میں کام کر رہے ہیں۔ والد صاحب نے ایک دن ان سے پوچھا کہ آپ کی اپنے بیٹوں سے ملاقات ہو جاتی ہے؟ جواب میں کہنے لگے کہ میری اپنے بیٹے سے ملاقات کو اتنے سال ہو گئے ہیں، گویا کہ ایک بیٹا اپنے کاروبار میں مگن ہے اور دوسرا بیٹا اپنے کاروبار میں مگن ہے اور باپ اپنے کاروبار میں مگن ہیں، سالہا سال سے باپ نے اپنے بیٹے کی شکل نہیں دیکھی اور بیٹے نے باپ کی شکل نہیں دیکھی اور پیسوں کی گنتی میں روز اضافہ ہو رہا ہے۔ ارے بھائی! جن پیسوں کے نتیجے میں انسان کو اپنی اولاد سے اپنے باپ سے ملنے کی نعمت نصیب نہ ہو ایسا پیسہ کس کام کا؟ ❷

❶ گلستان سعدی: ص ۵۶

❷ اصلاحی خطبات: ج ۱۶ ص ۱۱۸، ۱۱۹

مولانا محمد نعمان صاحب کی تالیفات


































